﴿......اِنَّ الفَضلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤتِيهِ مَنْ يَّشَآء☆﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَاماً مَّحْمُوْداً﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

قائم مقام مدیر اعلیٰ :— منیر الدین شمس

جلد ۶ جمعۃ المبارک ۲۴؍دسمبر ۱۹۹۹ء شمارہ ۵۲

۱۵؍رمضان المبارک ۱۴۲۰ہجری ☆ ۲۴؍فتح ۱۳۷۸ہجری شمسی

آخری عشرہ میں اعتکاف

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھا کرتے تھے اور آپؐ کا یہی معمول وفات تک رہا۔ اس کے بعد آپؐ کی ازواج مطہرات بھی ان دنوں میں اعتکاف بیٹھا کرتی تھیں۔

(بخاری کتاب الاعتکاف فی العشر الاواخر)

درس قرآن کریم ۔ رمضان المبارک ۱۹۹۹ء

آج (مورخہ ۱۲؍دسمبر ۱۹۹۹ء) حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ المائدہ کی چوتھی آیت ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ...... غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ کی تلاوت فرمائی۔ ترجمہ بتانے کے بعد حضور نے آیت کے مختلف اہم نکات کے بارہ میں تشریح فرمائی۔

اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ۔ علامہ قرطبی جانوروں کو ذبح کرنے کے متعلق اسلامی تعلیم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ بحث آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد پر مکمل ہو جاتی ہے کہ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر شے پر احسان کرنا فرض قرار دیا ہے۔ پس جب تم کسی کو قتل کرو تو عمدہ طریقے سے قتل کرو اور جب کسی جانور کو ذبح کرنا ہو تو ذبح بھی عمدہ طریقے سے کرو۔ تم اپنی چھری کی دھار کو تیز کرو اور ذبیحہ کو راحت پہنچاؤ۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ غیر مسلم مسلمانوں کے ذبح کرنے کے طریق پر اعتراض کرتے ہیں کہ چھری سے ذبح کرنا جانوروں پر ظلم کرنے کے مترادف ہے اور اپنے Stunn کر کے مارنے کے طریق کو بہت اعلیٰ گردانتے ہیں حالانکہ ذبح کرنے کے بارہ میں جو اسلامی تعلیم ہے کہ تیز دھار آلے سے شہ رگ کاٹی جائے، اس طرح فوری طور پر ذبح کرنے سے شہ رگ کے کٹنے کے چند لمحوں میں احساسات ختم ہو جاتے ہیں جبکہ Stunn کرنے کے نتیجہ میں جانور کو تکلیف کا احساس بدستور رہتا ہے اور ان کا اپنایہ طریق جانوروں پر ظلم کرنے کے مترادف ہے۔ جانوروں کے ذبح کرنے کے متعلق حضور نے فرمایا کہ آنحضور ﷺ کے ارشادات کو مدنظر رکھنا ضروری ہے کہ جسے ذبح کرنا ہو اس سے نرمی ہونی چاہئے اور اسے ہراساں نہیں کرنا چاہئے۔ نیز اگر قبلہ کا پتہ چل جائے تو ذبح کرتے وقت رخ کیا جا سکتا ہے لیکن اگر ایسا ممکن نہ ہو تو کوئی حرج بھی نہیں۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ: حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے فرمایا ہے کہ معاشرہ میں عمدہ اخلاق کی ضرورت ہے اور بدن کو حوادث سے محفوظ رکھنے کی ضرورت ہے۔ مردار کو استعمال کر کے جان کو ہلاکت میں مت ڈالو۔ نیز فرمایا کہ خون میں بھی بہت سی زہریں ہوتی ہیں۔ وہ لطیف طاقتیں جو خدا کی معرفت کے لئے ضروری ہیں خون کھانے والوں میں نہیں رہتیں۔ اسی لئے انہیں حرام قرار دیا گیا ہے۔

لَحْمُ الْخِنْزِيْرِ: حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں کہ سؤر کا گوشت شہوت اور غضب کو بڑھا دیتا ہے۔ تمام گناہوں کی مبدء یہی دو قوتیں ہیں یعنی غضب اور شہوت۔ شیر باوجود اتنا بہادر ہونے کے اپنے دشمن کے مقابلے میں احتیاط کرتا ہے۔ اِدھر اُدھر ہو کر حملہ کرتا ہے۔ مگر سؤر غضب کے وقت سیدھا آتا ہے۔ اسی طرح اس جانور میں شہوت بڑی ہوتی ہے اسلئے اس کا گوشت کھانے سے منع فرمایا گیا ہے۔

حضور نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پیش فرمایا جس سے پتہ چلتا ہے کہ حضورؑ کو جو یہ عمدہ نکتہ خدا تعالیٰ کی طرف سے سمجھایا گیا، کسی دوسرے مفسر کی توجہ اس طرف نہیں گئی۔ حضورؑ فرماتے ہیں کہ خنزیر جو حرام کیا گیا ہے خدا نے ابتداء سے اس کے نام میں حرمت کی طرف اشارہ کیا ہے کیونکہ خنزیر کا لفظ 'خنز' اور 'اَرَی' سے مرکب ہے جس کے معنی ہیں کہ میں اسے بہت فاسد اور خراب دیکھتا ہوں۔ گویا خدا تعالیٰ کی طرف سے ابتداء سے جو اس کو نام ملا ہے اس میں ہی اس کی پلیدی کا پتہ چلتا ہے اور عجیب اتفاق ہے کہ ہندی میں اس جانور کو "سور" کہتے ہیں۔ یہ لفظ بھی 'سُوء' اور 'اَرْ' سے مرکب ہے جس کے معنی ہیں کہ میں اس کو بہت برا دیکھتا ہوں۔ پس اس جانور کو بد بھی کہتے ہیں۔ اس میں کچھ بھی شک نہیں معلوم ہوتا کہ اس زمانہ میں جبکہ تمام دنیا کی زبان عربی تھی اس ملک میں یہ نام اس جانور کا عربی میں مشہور تھا جو خنزیر کے نام کے ہم معنی ہے۔ پھر اب تک یادگار باقی رہ گیا۔ اس بات کا سب کو علم ہے کہ یہ جانور اول درجہ کا نجاست خور اور بے غیرت اور دَیُّوث ہے۔ اور اس کے حرام ہونے کی وجہ ظاہر ہے کہ قانون قدرت یہی چاہتا ہے کہ ایسے پلید اور بد جانور کے گوشت کا اثر بھی بدن اور روح پر پلید ہی ہو کیونکہ غذاؤں کا بھی انسان کی روح پر ضرور اثر ہے جیسا کہ یونانی طبیبوں نے اسلام سے پہلے ہی یہ رائے ظاہر کی ہے۔ اس جانور کا گوشت بالخاصیت حیا کی قوت کو کم کرتا ہے اور دیوثی کو بڑھاتا ہے اور مردار کا کھانا بھی اسی لئے اس شریعت میں منع ہے کہ مردار بھی کھانے والے کو اپنے رنگ میں لاتا ہے اور نیز ظاہری صحت کے لئے بھی مضر ہے اور جن جانوروں کا خون اندر ہی رہتا ہے جیسے گلا گھونٹا ہوا یا لاٹھی

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

رمضان المبارک میں درس قرآن مجید

حسب سابق امسال بھی ماہ رمضان کے بابرکت ایام میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد فضل لندن میں روزانہ (ماسوائے جمعۃ المبارک کے) نماز ظہر سے قبل قریباً سوا گیارہ بجے سے ساڑھے بارہ بجے دوپہر تک قرآن مجید کا درس ارشاد فرماتے ہیں۔ یہ درس ایم ٹی اے (MTA) انٹرنیشنل کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ براہ راست تمام دنیا میں نشر ہوتا ہے اور مختلف زبانوں میں اس کے رواں ترجمہ کا بھی انتظام ہے۔

احباب کرام نہ صرف خود بھی اپنے افراد خاندان کے ساتھ اس عالمی درس میں باقاعدگی سے شمولیت کر کے اس کی برکات سے فیضیاب ہوں بلکہ اپنے غیر از جماعت شریف النفس دوست احباب کو بھی اس پاکیزہ مجلس میں شامل کر کے ثواب حاصل کریں۔

قرآن کریم رمضان کی فضیلت بیان کرنے کے لئے اتارا گیا ہے

Friday the 10th سے ہمارا رمضان شروع ہو رہا ہے اور جمعہ پر ہی ختم ہوگا

یہ محض اتفاق نہیں ۔ یقیناً اس میں کوئی الٰہی حکمت پوشیدہ ہے

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۰؍دسمبر ۱۹۹۹ء)

لندن (۱۰؍دسمبر): آج سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو حسب معمول سیٹلائٹ کی وساطت سے ایم ٹی اے کے ذریعہ دنیا کے مختلف حصوں میں بیک وقت (Live) دیکھا اور سنا گیا۔ اردو کے ساتھ ساتھ جن مختلف زبانوں میں رواں ترجمہ نشر کیا گیا وہ یہ ہیں: انگریزی، ترکی، بوسنین، عربی۔

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے سورۃ البقرہ کی آیت ۱۸۶ ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ......﴾ کی تلاوت کی اور اس کا ترجمہ کرنے کے بعد فرمایا کہ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ کے بارہ میں حضرت امام رازیؒ نے اس کی بہت ہی عمدہ تفسیر بیان کی ہے کہ قرآن کریم، رمضان کی فضیلت بیان کرنے کے لئے اتارا گیا ہے۔ اسی طرح حضور نے مختلف آئمہ کی تفاسیر کے حوالہ جات بھی اس ضمن میں پیش فرمائے۔

حضور نے فرمایا کہ آج Friday the 10th ہے۔ ہمارا رمضان اس سے شروع ہو رہا ہے۔ پاکستان میں بھی رمضان اسی روز شروع ہو رہا ہے۔ ایک اور لطف کی بات

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: درس القرآن از صفحہ اول

سے مارا ہوا، یہ تمام جانور در حقیقت مردار کے حکم میں ہی ہیں۔ مردہ کا خون اندر رہنے سے مرطوب ہونے کے باعث بہت جلد گندہ ہوگا اور اپنی عفونت سے تمام گوشت کو خراب کرے گا اور نیز خون کے کیڑے جو حال کی تحقیقات سے بھی ثابت ہوئے ہیں مر کر ایک زہرناک عفونت بدن میں پھیلا دیں گے۔

(از 'اسلامی اصول کی فلاسفی'۔ روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۳۳۸،۳۳۹)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ سؤر کو 'بد' بھی کہا جاتا ہے اس کا مشاہدہ حضور نے جھنگ میں فرمایا تھا کہ لوگ وہاں سمجھتے ہیں کہ سؤر کہنے سے شاید ان کی زبان بھی گندی ہو جائے گی اس لئے یہی کہتے ہیں کہ یہاں 'بد' آیا تھا۔ پہلے تو مجھے سمجھ نہیں آئی تھی کہ ان کی مراد کیا ہے پھر بعد میں پتہ چلا کہ یہ سؤر کو 'بد' کہتے ہیں۔

سؤر کا گوشت کھانے سے بے حیائی وغیرہ کا اثر ہونے کے ضمن میں حضور نے اپنے زمانہ طالب علمی کا واقعہ سنایا۔ حضور نے فرمایا جب میں لندن پڑھا کرتا تھا تو ایک مرتبہ سؤر کے گوشت کی حرمت کا ذکر آنے پر میں نے اس جانور کی بے حیائی کا ذکر کیا کہ کس طرح اس کے کھانے سے یہی اثر کھانے والے پر ہو جاتا ہے۔ تو ایک لڑکی کھڑی ہوئی اور اس نے کہا تو اس میں حرج ہی کیا ہے؟ تو میں نے کہا کہ یہی تو میں ثابت کرنا چاہتا تھا۔ یہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس جانور کا گوشت کھایا جائے وہی خصلتیں اور عادات کھانے والے میں پیدا ہو جاتی ہیں۔

اَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ: علامہ آلوسی لکھتے ہیں کہ تیروں سے اپنے لئے حصے مقرر کرنے کو اس لئے حرام قرار دیا گیا ہے کہ چونکہ عرب اپنے صنم خانے میں یہ عمل دہراتے تھے اس لئے یہ عمل حرام قرار دیا گیا ہے جبکہ بعض کے نزدیک ان تیروں پر جو "رَبِّی" لکھا ہوتا تھا اگر اس سے مراد اللہ ہو تو یہ افتراء تھا کیونکہ خدا نے تو کوئی ایسا حکم نہیں دیا تھا۔ اور اگر ان تیروں پر لکھے ہوئے "رَبِّی" سے مراد بُت ہوں تو یہ جہالت اور شرک ہے۔

حضور نے فرمایا لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ فال نکالنا منع نہیں ہے کیونکہ آنحضور ﷺ نے بھی بعض صورتوں میں فال سے کام لیا ہے۔ میرے نزدیک یہ اس لئے تھا کہ امت کو سمجھانے کی خاطر فرمایا کرتے تھے۔ حضور نے بعض احادیث کا بھی ذکر فرمایا۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضورؐ کو نیک فال پسند تھی اور آپؐ بدشگونی کو ناپسند فرماتے تھے۔ اسی طرح حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آنحضورؐ کسی سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے پھر ان میں سے جس کا قرعہ نکلتا اسی کو ساتھ لے جاتے۔ ایک مرتبہ قرعہ حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کا نکل آیا تو آپ دونوں کو اپنے ساتھ لے گئے۔

حضور نے فرمایا کہ بعض یوں کرتے ہیں کہ اگر فال حق میں نکل آئے تو اس پر عمل کرتے ہیں اور اگر خلاف نکل آئے تو عمل نہیں کرتے، یہ درست نہیں ہے۔

اَلْیَوْمَ یَئِسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ دِیْنِکُمْ: علامہ طبرسی لکھتے ہیں کہ یہاں اَلْیَوْمَ سے مراد نزول آیت والا دن مراد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ آج یعنی اس زمانہ میں کافر تمہارے دین سے مایوس ہو گئے۔ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آج وہ خوف جو انہیں کفار سے تھا، دور کر دیا ہے اور کافر اسلام کے بطلان سے مایوس ہو گئے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ اَلْیَوْم سے مراد دونوں ہی ہو سکتے ہیں یعنی دن بھی اور زمانہ بھی۔ انہوں نے جو امکانی معنی لئے ہیں جائز ہیں اور اچھا نکتہ ہے۔ شیطان سارا زمانہ ہی نا امید اور خائب و خاسر رہے گا کیونکہ یہ تو خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ شیطان خدا تعالیٰ کے حقیقی عباد پر ہرگز تسلط نہیں کر سکے گا۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا: حضور نے صحیح مسلم سے طارق بن شہاب کی روایت بیان کی کہ یہود میں سے ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا اے امیر المومنین آپ کی کتاب میں ایک آیت ہے آپ اسے پڑھتے ہیں۔ اگر وہ ہم یہودیوں پر نازل ہوئی ہوتی تو ہم اس دن کو عید کے طور پر اختیار کر لیتے۔ آپ نے فرمایا وہ کونسی آیت ہے؟ اس نے کہا اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ...... اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا میں ضرور اس دن کا علم رکھتا ہوں جس میں یہ نازل ہوئی اور اس جگہ سے بھی واقف ہوں جہاں یہ اتری۔ یہ آنحضرت ﷺ پر عرفات میں جمعہ کے دن اتری۔

علامہ طبریؒ نے یہ بحث اس لئے بھی اٹھائی ہے کہ آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ...... کے بعد بھی احکام نازل ہوئے ہیں اور یہ بھی کہ آنحضرت ﷺ پر وحی آخر تک نازل ہوتی رہی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اس بات سے تو اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی کبھی بھی بند نہیں ہوئی مگر یہ ضروری نہیں کہ وہ وحی احکام و فرائض سے متعلق ہوتی ہو۔ حضرت مسیح موعودؑ کو بھی بکثرت وحی ہوئی مگر وہ قرآن ہی کے احکام و مناہی اور غیب کی خبروں پر مشتمل ہوا کرتی تھی اس لئے اس بات سے تو انکار نہیں کہ رسول اللہ پر آخر وقت تک وحی نازل ہوتی رہی مگر رسول اللہ ﷺ کے بارہ میں یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اس آیت کے بعد نازل ہونے والی وحی لازماً اوامر اور فرائض سے ہی تعلق رکھتی ہو۔

علامہ محمود بن عمر الزمخشری کہتے ہیں کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ میں نے تمہارے دشمن کا معاملہ تمہارے سپرد کر دیا ہے اور تمہارا ہاتھ اوپر (غالب) کر دیا ہے۔...... یا اس کا مطلب ہے کہ حلال و حرام، شریعت کے احکام، قیاس کے قانون، اجتہاد کے اصول جس کسی کی بھی تمہیں ضرورت ہو سکتی ہے تم پر مکمل کر دئے ہیں...... یا اس کا مطلب ہے کہ دین و شریعت کے احکامات کی تکمیل کر کے نعمت کو پورا کر دیا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ شیعہ مفسر علامہ ابوعلی الطبرسی اپنی کتاب مجمع البحرین میں لکھتے ہیں کہ ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی کریمؐ نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ اس بات پر کہ دین کامل ہو گیا، نعمت پوری ہو گئی اور اللہ میری رسالت اور میرے بعد علیؓ ابن ابی طالب کی ولایت پر راضی ہو گیا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہاں یہ حضرت علیؓ کی ولایت پر رضامندی کے بارہ میں بغیر کسی وجہ کے بحث لے بیٹھے ہیں۔ میری کوشش یہ ہوتی ہے کہ میں شیعوں کی تفسیریں نہ ہی پیش کروں لیکن ان کی بعض مضحکہ خیز تفاسیر آپ کے علم اور دلچسپی کے لئے رکھ لیتا ہوں۔ میر احمد علی کے متعلق پچھلے درسوں میں اپنا تجزیہ پیش کر چکا ہوں اور ان کی بیہودہ سرائیاں پہلے کئی دفعہ درس کے دوران زیر بحث آچکی ہیں۔ اس لئے جو ہو چکا وہ کافی ہے۔ اس دفعہ ان کی تفسیروں کو چھوڑ رہا ہوں۔

حضور نے فرمایا کہ اگر فرض کریں ان کی بات مان لی جائے کہ آنحضرت ﷺ نے جب سب سے عہد لے لیا اور ولایت حضرت علیؓ کے سپرد کر دی تو سوچیں کہ جب حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تو کیا یہ ثابت نہیں کیا کہ آپؓ نعوذ باللہ آنحضور ﷺ کے سب سے پہلے نافرمان بنے۔ ان کے مطابق منافق اعظم کے ہاتھ پر انہوں نے بیعت کر لی تو اس طرح تو منافقوں کے سردار کے ہاتھ پر بیعت کرنے والا خود امیر المنافقین کہلائے گا۔ اس لئے شیعوں کی ایسی تفاسیر نہایت نامعقول اور بے جا ہیں اور اپنے ہی پیرو حضرت علیؓ کی توہین کرنے والی ہیں۔

حضور نے فرمایا یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا دین اس سے قبل ناقص تھا؟ مفسرین نے اس بارہ میں بہت عجیب و غریب توجیہات پیش کی ہیں جو ابہام پیدا کرتی ہیں۔ اصل جواب یہی ہے کہ دین اس سے قبل کبھی بھی ناقص نہ تھا۔ جوں جوں ضرورت ہوتی تھی اس کے مطابق تعلیم نازل ہوتی رہی۔ ہاں ایک ایسا وقت آیا کہ جب سب ضروریات کے متعلق تعلیم مکمل ہو گئی۔

حضور انور ایدہ اللہ نے اس آیت کے تعلق میں حضرت امام رازیؒ کے حوالے سے فرمایا کہ روایت ہے کہ جب آنحضرت ﷺ نے یہ آیت صحابہؓ کے سامنے پڑھی تو نہ صرف خوش ہوئے بلکہ اپنی خوشی کا اظہار بھی کیا سوائے ابوبکرؓ کے، آپؓ رو پڑے۔ جب آپؓ سے اس کا سبب پوچھا گیا تو جواب دیا کہ یہ آیت رسول کریمؐ کی وفات کے قرب پر دلالت کرتی ہے۔ کیونکہ ہر کمال کے بعد زوال ہوتا ہے۔ پس یہ بات حضرت ابوبکرؓ کے کمال علم پر دلالت کرتی ہے کیونکہ آپؓ اس آیت کے ایک ایسے بھید سے واقف ہوئے جس سے کوئی اور واقف نہ ہوا۔

حضور انور نے فرمایا کہ دراصل احکامات و مناہی ہی مکمل نہیں ہوئے بلکہ صحابہؓ نے سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا کہہ کر اس پر عمل کر کے دکھلا دیا۔ اس سے دراصل خدا تعالیٰ راضی ہوا اور فرمایا کہ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ایک عالمی مذہب کے طور پر یہ مذہب مکمل ہو گیا ہے۔ یہ زبردست نکتہ ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے۔ اسی طرح باقی صفحہ ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

یہ ہے کہ رمضان جمعہ سے ہی شروع ہوا اور جمعہ پر ہی ختم ہوگا۔ یقیناً اس میں کوئی الٰہی حکمت پوشیدہ ہے۔ ہم دعا گو ہیں اور راضی برضا ہیں، اللہ تعالیٰ اگر اس مہینے کی برکتوں میں سے کوئی اور برکت ہمیں دکھانا چاہے، ان برکتوں کے علاوہ جو اس مہینے کے ساتھ بہرحال وابستہ ہیں تو یہ اس کا فضل اور اس کا احسان ہے مگر بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ محض اتفاق نہیں ہے بلکہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی تقدیر ہے جو ظاہر کی گئی ہے۔ ہماری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ہماری یہ توقعات رمضان سے ہر لحاظ سے پوری فرمائے اور ہم وہ برکتیں کما جائیں جو اس نے رمضان میں ہمارے لئے مقدر کر رکھی ہیں۔

اس کے بعد حضور نے رمضان المبارک کے مہینے کی فضیلت اور شان کے بارہ میں مختلف احادیث رسول اکرمؐ پیش فرمائیں۔ حدیث جس میں آنحضورؐ نے فرمایا ہے کہ رمضان میں جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں اور سرکش شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے، کے بارہ میں حضور نے فرمایا کہ اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ جو بد لوگ ہیں ان کے شیاطین کو بھی جکڑ دیا جاتا ہے کیونکہ ایسے بدوں کو تو مزید بدیوں کا موقع ملتا ہے۔ یہ تو اُن نیک اور سعید فطرت لوگوں کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ جو اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی رضا کی زنجیروں میں جکڑتے ہیں، ان کے شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

حدیث کی روشنی میں حضور نے فرمایا کہ روزوں کو ایمان کے تقاضوں کے مطابق، محض للہ رکھنے کے ساتھ ساتھ بار بار اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہئے اور جائزہ لیتے رہنا چاہئے کہ کیا خدا تعالیٰ کی ہدایات کے مطابق عمل کیا جا رہا ہے یا نہیں؟ اگر اس طرح محاسبہ کے ساتھ روزے رکھے جائیں گے تو بہت سی برائیوں سے یقیناً نجات مل جاتی ہے۔

فرمایا یاد رکھنا چاہئے کہ جو خلوص نیت کے ساتھ روزے رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے اجر کو بہت بڑھا دیتا ہے۔

سفر اور بیماری میں روزہ سے رخصت کے بارہ میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی رخصت دی ہے۔ اللہ تعالیٰ پر زبردستی نیکی ٹھونسی نہیں جا سکتی۔ اس لئے جس چیز کی خدا تعالیٰ نے رعایت دی ہوئی ہے اسے خوشی اور محبت سے قبول کرنا چاہئے۔

آخر پر حضور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اقتباسات ماہ رمضان کے بارہ میں پیش فرمائے۔

روزہ صحت و تندرستی کا ضامن ہے

ارشاد نبوی اور جدید تحقیق

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

"حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک روایت ہے ابن ماجہ سے لی گئی ہے۔ فرمایا ہر چیز کو پاک کرنے کے لئے ایک زکوٰۃ ہوتی ہے اور جسم کی زکوٰۃ اور پاکیزگی کا ذریعہ روزہ ہے۔

زکوٰۃ اموال کو پاک کرنے کے لئے بھی دی جاتی ہے اور اعمال کی نشوونما کے لئے بھی دی جاتی ہے۔ دونوں معنی بیک وقت اس میں موجود ہیں اور تزکیہ نفس کے لئے بھی دی جاتی ہے۔ پس آپؐ نے فرمایا کہ جسم کو اگر پورے طور پر اس کے ہر پہلو سے دیکھا جائے تو روزہ ایسی چیز ہے جو سارے جسم کی زکوٰۃ بن جاتا ہے اور اس کے متعلق تشریح ایک اور حدیث میں یوں بھی آئی ہے کہ صُومُوا تَصِحُّوا۔ اگر تم روزے رکھو گے تو صحت مند رہو گے۔ پس صرف روحانی زکوٰۃ ہی نہیں بدنی زکوٰۃ بھی ہے اور رمضان کے مہینے میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ روزہ کے نتیجہ میں صحت بہتر ہوتی ہے، خراب نہیں ہوا کرتی بشرطیکہ بیماری کی شرط کو پیش نظر رکھے۔ جب اللہ فرماتا ہے کہ بیمار ہو تو روزے نہیں رکھنے۔ اگر اس شرط کو نظرانداز کریں گے تو پھر صحت بگڑے گی تو آپ کی اپنی غلطی سے بگڑے گی۔ رمضان کے نتیجہ میں صحت نہیں بگڑا کرتی بلکہ صحت عطا ہوتی ہے۔

وہ لوگ جو ڈائٹنگ (Dieting) کرتے ہیں مثلاً، بڑی مصیبت پڑی ہوتی ہے سارا سال کوشش کرتے ہیں لیکن پھر بھی وزن کم نہیں ہوتا اس کی وجہ یہ ضروری نہیں کہ وہ کھانا زیادہ کھاتے ہیں۔ کئی ایسے موٹے میں نے دیکھے ہیں، میرے پاس مریض آتے رہتے ہیں، جن کی مشکل یہ ہے کہ اگر وہ کھانا کم کردیں تو خون کم ہو جاتا ہے مگر جسم کم نہیں ہوتا اور کئی ایسی مریضائیں ہیں جن بیچاریوں کو انیمیا (Anaemia) ہو گیا اس کوشش میں کہ کسی طرح وزن کم ہو یہاں تک کہ ڈاکٹروں نے مجبور کیا کہ غذا نارمل کرو خواہ وزن کم ہو یا نہ ہو۔ تو یہ Metabolism کی خرابی کی وجہ سے بعض دفعہ موٹاپا ہوتا ہے۔ لازم نہیں کہ کوئی انسان زیادہ کھائے تو موٹا ہو۔ Metabolism اس کو کہتے ہیں کہ ایک انسان جب خوراک لے رہا ہے تو جسم کے اندر ایسا نظام ہے کہ اس خوراک کو دوبارہ Energy یعنی توانائی میں تبدیل کر دیا جاتا ہے اور وہ توانائی اس کے مختلف کاموں میں استعمال ہوتی ہے۔ دماغ کے لئے بھی، سانس لینے میں، دل کے دھڑکنے میں خواہ انسان کوئی دوسری حرکت کرے یا نہ کرے ہر وقت استعمال ہو رہی ہے اور گرمی بھی بناتی ہے حرارت غریزی بھی اسی سے ملتی ہے۔ اگر یہ توازن بگڑ جائے اور ایک انسان جتنا کھاتا ہے اتنا وہ گرمی میں تبدیل نہ کر سکے تو لازماً جو بقیہ بچی ہوئی انرجی ہے وہ Fats میں یا گوشت میں تبدیل ہو گی۔ صحت اچھی ہو گی ورزش کی عادت ہو گی تو وہ Muscles میں تبدیل ہوتی ہے پھر اور پروٹینز بنتی ہیں اس سے۔ اور اگر صحت خراب ہو اور جگر کی خرابی سے عموماً ایسا ہوتا ہے تو پھر صرف چربی بنتی ہے، مسلز نہیں بنتے اور ایکسرسائز اس کا علاج ہے۔ بعضوں کو اتنی توفیق نہیں ہوتی، بعض بیچارے اتنے بیمار ہوتے ہیں کہ ایکسرسائز یعنی ورزش کے باوجود یہ توازن برقرار نہیں رکھ سکتے۔

یہ ہے وہ صورت حال جس کا علاج روزہ ہے۔ اور روزے میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جو دو کھانوں کے درمیان فاصلہ ڈالا جاتا ہے وہ بعض دفعہ خوابیدہ ایسی طاقتوں کو بیدار کر دیتا ہے جو انرجی بنانے کی کارروائی کو تیز کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگ جن کو عام طور پر بھوک نہیں لگتی روزے میں سے گزریں تو بھوک ان کی ٹھیک ہو جاتی ہے۔ بعض لوگ ڈائٹنگ کرتے ہیں لیکن روزے کے بعد ان کی ڈائٹنگ نہیں ہو سکتی کیونکہ جسم کی طرف سے ایسی بھڑکی لگتی ہے جو مجبور کرتی ہے کہ ضرور انسان کچھ نہ کچھ کھائے ورنہ بے چینی رہتی ہے یعنی بے چینی زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ یہ وہ مضمون ہے جو صحت سے تعلق رکھتا ہے اور اس کی اور بھی بہت سی شاخیں ہیں۔ تمام تفصیل شاخوں کی بحث میں اس خطبے میں نہیں اٹھانا چاہتا مگر یہ یقین کریں کہ جنہوں نے غور کیا، جنہوں نے تحقیق کی وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ روزہ صحت کا ضامن ہے، روزہ صحت کو نقصان نہیں پہنچاتا۔

چنانچہ ایک تحقیق کا شاید میں نے پہلے بھی ذکر کیا تھا۔ اسرائیل میں اس مضمون پر ریسرچ ہوئی اور ان کی نیت بظاہر یہی معلوم ہوتی تھی کہ وہ ثابت کریں کہ مسلمانوں کا جو یہ طریق ہے روزے رکھنے کا یہ ان کے لئے نقصان دہ ہے اور بچوں کو بھی نقصان پہنچتا ہے، بڑوں کو بھی نقصان پہنچتا ہے۔ چنانچہ پوری گہری ریسرچ کی گئی۔ ایک بڑی ٹیم نے اس پہ کام کیا اور یہ بھی پیش نظر تھا کہ روزے کے دنوں میں تو بعض لوگ پہلے سے بھی بڑھ کر کھاتے ہیں اور زیادہ کھانے کے نتیجے میں اور بیچ میں فاقے رہنے کے نتیجے میں ایسا نقصان ان کو پہنچ سکتا ہے کہ پھر وہ بعد میں سنبھل نہ سکیں۔ جو ریسرچ کا ماحصل تھا اس نے ان کو حیران کردیا۔ بالکل برعکس نتیجہ نکلا۔ جس چیز کی تلاش میں تھے اس کی بجائے یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ جتنی تحقیق کی گئی ہے اس کے نتیجے میں رمضان کے مہینے کے بعد انسان بہتر صحت کے ساتھ باہر نکلتا ہے، کمزور ہو کے نہیں نکلتا۔ ہر پہلو سے اس کے جائزے لئے گئے۔ کولیسٹرول لیول کے لحاظ سے جائزے لئے گئے۔ Metabolism کی Ratios کے آپس میں توازن کے لحاظ سے لئے گئے غرضیکہ باقاعدہ ریسرچ کا جو حق ہے وہ ادا کیا گیا اور نتیجہ یہ نکلا ہے۔

پس آنحضرت ﷺ نے چودہ سو سال پہلے جو بات فرمائی، دیکھیں! وہ کیسی صحت کے ساتھ وہ بات فرمائی، کتنی سچی بات فرمائی صُومُوا تَصِحُّوا روزے رکھا کرو، صحت اچھی ہو جائے گی۔ یہ خیال نہ کرنا کہ تمہاری صحت بگڑے گی۔

پھر ایک موقعہ پر فرمایا صبر کے مہینے کے روزے سینے کی گرمی اور کدورت دور کرتے ہیں اور رمضان کا مہینہ صبر کا مہینہ کہلاتا ہے۔ کیونکہ اپنی خواہشات پر صبر کرنا ہے، اپنے غصوں پر صبر کرنا ہے، نیکیوں پر جم کے بیٹھنا ہے، بدیوں کی طرف جو تحریک ہے اس کا مقابلہ کر کے رک جانا ہے۔ ان سب چیزوں کو صبر کہا جاتا ہے۔ تو فرمایا صبر کے مہینے یعنی رمضان کے روزے سینے کی گرمی اور کدورت کو دور کر دیتے ہیں۔ سینے کی گرمی میں ایک وہ گرمی بھی ہے جو میں نے بتایا ہے Heart Burns اور اس قسم کی چیزیں لیکن اصل سینے کی گرمی میں روحانی طور پر نقصان دہ جذبات اور اشتعال انگیز باتیں ہیں۔ بعض لوگوں کے سینے کھولتے رہتے ہیں۔ بعض بری نیتوں کے ساتھ، بعض بدیوں کے ساتھ، کچھ غصوں کے ساتھ۔ تو اول معنی وہ ہے جو سینے کی گرمی کو دور کرنے کا ہے ورنہ جہاں تک Heart Burns کا تعلق ہے وہ بسا اوقات بعض لوگوں کو رمضان کے مہینے میں زیادہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس کو ظاہری معنوں میں اس طرح محمول نہیں کیا جاسکتا۔ ہاں یہ درست ہے کہ کولیسٹرول لیول گرنے کے نتیجے میں رمضان کے بعد اس کا رجحان کم ہو جائے گا۔ لیکن بعض لوگ ہیں جو فوری طور پر اگر کوئی دوا وغیرہ استعمال نہ کریں تو ان کے روزوں کی وجہ سے ان کے معدہ میں ایک قسم کا تیزاب کھولنے لگتا ہے۔ اس کا علاج بھی میں آپ کو بتا دیتا ہوں۔

عام طور پر میرے تجربے میں ہے کہ Bryonia-200 کی ایک خوراک رات کو روزہ کھولنے کے دو تین گھنٹے کے بعد یا صبح تہجد کے وقت کھالی جائے تو ایسے مریضوں کو عموماً اس سے فائدہ پہنچتا ہے اور رمضان کے نتیجے میں جو تیزابی تلخی ہے اس سے بچت ہو جاتی ہے۔ جن کو اس سے فائدہ نہ ہو ان کو Nux Vomica-30 کی ایک خوراک بہت فائدہ پہنچاتی ہے۔ اسی طرح Acid معدے کا تیزاب مارنے کے لئے بعض دوسری ہومیو پیتھک دوائیں ہیں وہ استعمال کی جا سکتی ہیں۔ ان میں Iris Versicolor-200 اگر کبھی کبھی کھائی جائے تو یہ بھی مفید ہے۔ Robinia بھی ایک دوا ہے جو 30 یا 200 طاقت میں کھائی جا سکتی ہے۔ تو جو جسم کی اندرونی تیزابی گرمی ہے اس کے لئے یہ علاج موجود ہے۔ لیکن یہاں ظاہر ہے کہ مراد وہ سینے کے طیش، سینے کے کھول، غصے کی حالت میں سینے میں جو باتیں ابلتی رہتی ہیں یا نفسانیت کے جوش سے سینے میں جذبات کھولتے رہتے ہیں، رمضان ان کا بہترین علاج ہے اس میں کوئی بھی شک نہیں"۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶/جنوری ۱۹۹٦ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل جلد ۳ شمارہ ۱۱ مورخہ ۱۵/مارچ ۱۹۹٦ء)

اسی طرح حضور ایدہ اللہ نے فرمایا:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں صُومُوا تَصِحُّوا روزے رکھو تاکہ تمہاری صحت اچھی ہو۔ اور صحت تبھی اچھی ہو سکتی ہے کہ اگر آپ روزوں سے یہ سبق سیکھیں کہ ہم جو بہت زیادہ کھایا کرتے ہیں بڑی سخت بے وقوفی تھی۔ رمضان نے ہمیں یہ کھانے کا سلیقہ سمجھا دیا ہے۔ درحقیقت اس سے بہت کم پر ہمارا گزارہ ہو سکتا ہے جو ہم پہلے کھایا کرتے تھے۔ تو اپنی خوراک بچاؤ اور اس کے ساتھ اپنی صحت کی حفاظت کرو۔

اب امر واقعہ یہ ہے کہ اس سے بہتر ڈائٹنگ کا اور کوئی طریق نہیں ہے جو روزوں نے ہمیں سکھایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس مضمون پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں کہ روزے میں کھانا کم کرنا لازم ہے کیونکہ کھانا کم کئے بغیر جو اعلیٰ مقصد ہے روزے کا وہ پورا نہیں ہو سکتا۔ یعنی صرف یہ نہیں کہ کچھ وقت بھوکے رہنا ہے بلکہ دونوں کناروں پر بھی صبر سے کام لو اور نسبتاً اپنی غذا تھوڑی کرتے چلے جاؤ۔ فرماتے ہیں اس کے بغیر انسان کی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں ہو سکتی۔ ذکرالٰہی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ذکرالٰہی ایک روحانی غذا ہے اور روزمرہ کا کھانا ایک جسمانی غذا ہے۔ تو رمضان کی برکت یہ ہے یا روزوں کی برکت یہ ہے کہ وہ جسمانی غذا سے ہماری توجہ روحانی غذا کی طرف پھیر دیتے ہیں اور ذکرالٰہی میں ایک لطف آنا شروع ہو جاتا ہے اور وہ روحانی لطف ہے جو آپ کی روح کو تروتازہ کرتا ہے۔ اس کی مضبوطی کا انتظام کرتا ہے اور جسم پہ جو زائد چربیاں چڑھی تھیں ان کو پگھلاتا ہے۔

پس روزہ کا امیروں کی صحت کے ساتھ بڑا بھاری تعلق ہے۔ لیکن اگر امیر روزے کا انتقام دونوں کناروں پر لیں یعنی جب افطاری کریں تو اتنا کھائیں اور ایسی ایسی عجیب نعمتیں کھائیں کہ عام روزمرہ دنوں میں بھی وہ نہیں کھاتے تھے تاکہ روزے کا بدلہ اتارا جائے اور رات کو جو بیچ میں پڑے پھر دوسرے دن سحری کے وقت اس عزم کے ساتھ بیٹھیں کہ اب ہم نے بھوک کو قریب نہیں پھٹکنے دینا۔ اتنا کھائیں گے کہ صبح آنکھ کھلے تو عذاب بن جائے۔ معدے میں تیزاب ابل رہے ہوں، مصیبت پڑی ہوئی ہو اور پھر علاج سو کر کیا جائے تاکہ اور سوئیں اور اس مصیبت سے نجات ملے اور سو سو کر جس طرح بھی بن پڑے افطاری کا انتظار ہو۔ اگر یہ مقصد ہے رمضان اور روزوں کا تو یہ تو تمہیں پہلے حال سے بدتر کر کے چھوڑ جائے گا۔ اس لئے مقصد کو سمجھیں اور اس مقصد کو پیش نظر بھی رکھیں"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۷/جنوری ۱۹۹۷ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۷/مارچ ۱۹۹۷ء)

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: ساٹھ (٦۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

رمضان المبارک

عبادتوں کے گر سکھانے والا مہینہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے فرمایا:

"اِنَّ فِی خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِھِمْ وَ یَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ...... کہ زمین و آسمان کی تخلیق میں وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ اور راتوں کے اور دن کے آپس میں اولنے بدلنے میں لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ جو اہل عقل ہیں خدا کے نزدیک، ان کے لئے ان میں بہت سے نشانات ہیں۔ اور وہ نشانات کیا ہیں۔ اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا، وہ کچھ دیکھتے ہیں دنیا میں جس کے نتیجہ میں راتوں کو اٹھ کے کھڑے ہو جاتے ہیں اور قُعُوْدًا کبھی وہ بیٹھ کر عبادت کرتے ہیں، کبھی کھڑے ہو کے عبادت کرتے ہیں۔ یہ مضمون دیکھیں کیسا واضح طور پر اس مضمون سے خداتعالیٰ نے ملایا ہوا ہے۔

فرمایا اَمَّنْ ھُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیْلِ سَاجِدًا وَّ قَآئِمًا کیا وہ شخص جو راتوں کو اٹھتا ہے، کبھی کھڑے ہو کے خدا کو پکارتا ہے، کبھی سجدہ ریز ہو کر دعائیں کرتا ہے اور خدا کا خوف اس کے دل پر غالب رہتا ہے اور اپنی ہر آرزو کو خدا کے حضور پیش کرتا ہے کیونکہ اس کے سوا وہ کسی اور چوکھٹ کی طرف نہیں جاتا، اسی سے امید رکھتا ہے، اسی سے دنیا کے شر سے بچنے کی خاطر توقع رکھتا ہے۔ پس ہر خوف خدا کے تعلق میں ہے۔ ہر خواہش، ہر تمنا اللہ کے تعلق میں ہے۔ فرمایا یہ لوگ ہیں جو یَعْلَمُوْنَ جاننے والے ہیں "اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ" وہی بات جو دوسری آیت میں تھی اس آیت میں بھی بیان فرمائی کہ نصیحت تو صرف اولی الالباب پکڑا کرتے ہیں ورنہ کوئی نصیحت نہیں پکڑتا۔

تو آپ سے میں پھر ان آیات کے حوالہ سے اب گزارش کرتا ہوں کہ یہاں جو مرکزی نکتہ ہے وہ عبادت کا ہے اور عبادت میں رات کا حوالہ دیا ہے، دن کا حوالہ نہیں۔ کیونکہ رات کی عبادت خدا کے حضور خالص ہونے کی ایک خاص امتیازی شان رکھتی ہے۔ دن کی عبادتوں سے انکار نہیں ہے مگر رات کا حوالہ اس لئے دیا گیا ہے کہ تم اگر واقعۃً اللہ سے پیار کرتے ہو، حقیقت میں اس سے تعلق ہے تو ایسے وقت میں بھی اس کے حضور اٹھو گے جب دنیا کی آنکھ تمہیں دیکھ ہی نہیں رہی۔ بسا اوقات گھر میں بیوی بچے سوئے ہوئے ہیں ان کو بھی پتہ نہیں کہ کون اٹھا ہے، کیوں اٹھا ہے اور وہ اللہ کے حضور گریہ وزاری کرتے ہوئے اور اس کے خوف سے ڈرتے ہوئے اس سے ہر خیر کی امید لگائے، بیٹھے ہوئے، کھڑے ہوئے بھی اس کی عبادت کرتا ہے۔ سجدہ میں بھی اس کی عبادت کرتا ہے تو یہ عبادت کے خلوص کی طرف اشارہ ہے۔

پس رمضان مبارک نے آپ کو عبادت کے گر سکھا دیئے ہیں۔ اگر آپ نے خود نہیں سیکھے تو سیکھنے والوں کو دیکھا ضرور ہے۔ کوئی مسلمان گھر شاذ ہی ایسا ہو جہاں کوئی بھی عبادت نہ کی جا رہی ہو رمضان میں، جہاں کوئی بھی روزہ رکھنے والا نہ ہو۔ اگر ایسا ہے تو وہ بعید نہیں کہ آج اس جمعۃ الوداع میں بھی حاضر نہ ہوئے ہوں۔ اس لئے ان تک نہ تو میری آواز پہنچے گی نہ وہ میرے مخاطب ہیں۔ میں ان سے بات کر رہا ہوں جن کے سینے میں کچھ ایمان کی رمق ضرور ہے اور خداتعالیٰ نے ایمان کی اس رمق کو ہمیشہ پیار کی نظر سے دیکھا ہے۔ ایک چنگاری تو روشن ہے، ایک امید تو ہے۔ پس میں ان سے مخاطب ہوں جن کے سینے میں یہ امید کی چنگاری روشن ہے۔ ابھی تک اگر راکھ تلے دب بھی گئی ہے تو اندر یہ کوئلہ ابھی جل رہا ہے اور زندہ ہے۔

پس اس پہلو سے آپ کو میں متوجہ کرتا ہوں کہ رمضان کی یہ برکتیں جو لوگوں نے جو دن کو عبادت کرتے تھے راتوں کو نہیں اٹھا کرتے تھے ان برکتوں نے انہیں راتوں کو اٹھنا بھی سکھا دیا۔ انہیں خدا کے حضور وہ اطاعت اور فرمانبرداری کی توفیق بخشی جو عام دنوں میں نصیب نہیں تھی۔ رمضان نے گناہوں سے بچنے کی ایک بہت بڑی توفیق عطا فرمائی جو وقت کے لحاظ سے مشروط ہی سہی مگر توفیق ضرور ملی۔ وہ لوگ جو اپنی بدعادتوں کو چھوڑنے پر کسی طرح آمادہ نہیں ہوتے یا چھوڑنے کی طاقت نہیں رکھتے ایک محدود وقت کے لئے جو سحری سے لے کر افطار تک چلتا ہے مجبور ہوتے ہیں، ان باتوں سے رکے رہتے ہیں تو رمضان نے سہارا دیا ہے، رمضان نے آپ کو نیکی کے کاموں پہ چلنے کے لئے وہ سوٹا مہیا کر دیا جس کی ٹیک لگا کر آپ رفتہ رفتہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔ اسے چھوڑ نہ دیں بالکل۔ لولوں لنگڑوں کی طرح پھر وہیں نہ بیٹھ رہیں جہاں بیٹھتے ہوئے اپنی عمر ضائع کی۔

اس لئے آج پروگرام بنائیں اور فیصلہ کریں اس پانی کو اکٹھا کرنا ہے، اس سے فیض حاصل کرنا ہے۔ اس لئے میں معین طور پر آج نئے آنے والوں سے مخاطب ہوتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ وہ نماز کے متعلق ایک فیصلہ کریں۔ ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ بغیر نماز کے انسان مردہ ہے اس میں کوئی بھی جان نہیں۔ یہ وہم ہے کہ ایک نماز یا ایک جمعہ کی نماز یا ایک رات کا قیام ان کی تمام عمر کے خلا کو پر کر سکتا ہے۔ آئندہ آنے والے خلا پر کیا کرتا ہے پچھلے نہیں کیا کرتا، پچھلوں سے بخشش ہوتی ہے لیکن جو زندگی کی روح اترتی ہے وہ آئندہ آنے والے دنوں پہ اترا کرتی ہے۔ پس اگر آئندہ نہیں اتری تو پچھلی بخشش بھی نہیں ہو گی۔ یہ وہم ہے صرف۔ اگر بخشش ہے تو لازماً رمضان کے بعد زندگی میں ایک نمایاں پاک تبدیلی ہونا ضروری ہے۔ اس کے بغیر بخشش کا تصور ہی محض ایک بچگانہ تصور یا ایک احمق کی خواب ہے۔

پس اپنے لئے ایک لائحہ عمل بنائیں نمازیں پڑھنے کی طرف متوجہ ہوں۔ اگر آپ کو نماز نہیں آتی تو اپنے کسی بھائی، ساتھی سے پتہ کریں۔ انصار اللہ، خدام الاحمدیہ، لجنات اس طرف توجہ کریں ان سب لوگوں تک جہاں تک ممکن ہے پہنچنے کی کوشش کریں اور ان سے کہیں کہ اگر تم نے کچھ سبق سیکھنے ہیں، طریقے معلوم کرنے ہیں، ہم حاضر ہیں مگر کچھ نہ کچھ نماز ضرور شروع کرو۔ اگرچہ پانچ وقت کی نماز فرض ہے مجھے کوئی حق نہیں کہ میں کہوں 'کچھ نہ کچھ' مگر میں جانتا ہوں کہ انسان کمزور ہے اور اللہ تعالیٰ بھی جانتا ہے کہ انسان کمزور ہے اسی لئے اس نے کچھ اس قسم کی رعایتیں دے رکھی ہیں کہ حسب توفیق آگے بڑھو، تھوڑا تھوڑا نیکی کی طرف آگے بڑھنا شروع کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خود تمہاری طرف زیادہ تیزی سے آگے بڑھے گا۔ تو یہ مراد نہیں کہ نعوذباللہ میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ پانچ نمازیں فرض ہیں مگر آپ ایک ہی پڑھا کریں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر پانچ کسی صورت نہیں پڑھ سکتے تو خدا کے لئے ایک تو پڑھیں۔ یہ ویسی ہی بات ہے جیسے پانچ وقت کا کھانا میسر نہیں تو چوبیس گھنٹے میں ایک وقت کی روٹی تو مل جائے۔ یہ مراد نہیں کہ پانچ وقت کی ضرورت نہیں ہے۔ پس آپ اور کچھ نہیں اول تو پانچ کے لئے کوشش کریں یہ عہد کر لیں کہ ہم نے نماز ضرور پڑھنی ہے۔ نمازیں شروع میں خالی رہیں گی، رفتہ رفتہ بھریں گی۔ یہ خیال غلط ہے کہ نماز پڑھتے ہی آپ عرش معلّٰی کی سیریں کرنے لگ جائیں گے یہ عمر بھر کی محنت ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۷/فروری ۱۹۹۷ء
مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۲۸/مارچ ۱۹۹۷ء)

اعتکاف

فخر کائنات سید لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتکاف کی ایک جھلک

رمضان کے آخری عشرہ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں "اعتکاف" کی عبادت کا آغاز ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیسے اعتکاف بیٹھتے، اس کی ایک جھلک حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ میں بیان فرمائی۔ آپ فرماتے ہیں:

"اب مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۶۷ مطبوعہ بیروت کی ایک حدیث جو حضرت ابن عمرؓ ہی سے مروی ہے وہ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں کہ رمضان میں جو اعتکاف ہوا کرتا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیسے اعتکاف بیٹھتے تھے وہ کون سی دنیا تھی جس میں ڈوبا کرتے تھے۔ رمضان میں جب تیزی آتی تھی، اَجْوَد ہو جاتے تھے وہ کیا قصہ تھا۔ یہاں ایک جھلکی ہمیں نظر آتی ہے۔ اس بناء پر کہ بعض لوگ اعتکاف میں ذرا اونچی تلاوت کرتے تھے اُن کا اونچی تلاوت کرنا ہم پر ہمیشہ کے لئے احسان ہو گیا کیونکہ اس ضمن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کا حال، اس کی ایک جھلک دکھائی دی۔ یہ وہ باتیں تھیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شاید ازخود اپنے متعلق نہ بیان کرتے۔ مگر ان لوگوں نے مسجد میں جو تھوڑا سا ایک قسم کا ہلکا سا شور یعنی وہ بھی شور ایسا جو تلاوت کا شور ہے وہ بلند کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس تخلیہ میں مخل ہو گئے جو آپ کا اور اللہ کا تخلیہ تھا۔ اس لئے مجھے یہ حدیث بہت پیاری لگتی ہے کیونکہ ان لوگوں کی تلاوت کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نصیحت فرمائی اور اب بھی ہماری مسجدوں میں شاید اس کی ضرورت پیش آئے۔ مگر اصل بات جو ہے وہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلوت کا ایک منظر، ایک جھلکی ہم نے اس حدیث میں دیکھ لی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا۔ آپ کے لئے کھجور کی خشک شاخوں کا حجرہ بنا دیا گیا۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ رمضان کے دنوں میں مسجد کی Capacity کو آپ لوگ جب جانچتے ہیں اور مجھے لکھتے ہیں کہ اس میں اتنے آدمیوں کی Capacity ہے تو اتنوں کو اعتکاف میں بیٹھنے دیا جائے یہ Capacity کا معیار درست نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حجرہ ایسا تھا کہ وہاں باقاعدہ ایک خیمہ سا بنایا گیا یعنی ایک جھونپڑی سی بنائی گئی اور اردگرد کافی دور تک دوسرے لوگ نہیں تھے۔ ان کی عام عبادتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں حائل نہیں ہو سکتی تھیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تخلیہ کی حالت ان پر ظاہر نہیں ہوتی تھی۔ تو وہ مسجد نبوی چونکہ بہت بڑی تھی اس لئے اصل اعتکاف کا حق بڑی مسجد میں ادا ہوتا ہے۔ ایسی مسجد میں جہاں چند عبادت کرنے والے ایک دوسرے سے الگ الگ ہوں، ایک دوسرے کے معاملات میں مخل نہ ہوں اور اصل عبادت کا تو وہی مزہ ہے جو ایسے اعتکاف میں کی جائے مگر ہمارے ہاں بھرنے پر زور ہے۔ اس لئے اس دفعہ خواتین میں خصوصیت سے جن خواتین کے متعلق کسی حکمت کی وجہ سے ہم نے سمجھا کہ ان کو یہاں نہیں بیٹھنا چاہئے، مسجد میں گنجائش ہونے کے باوجود اُن کو جگہ نہیں دی گئی۔ یہ عین سنت نبوی کے مطابق ہے کہ یہ نہیں تھا کہ اگر صحابہ چاہتے تو ساری مسجد معتکفین سے بھر سکتے تھے مگر ایسا نہیں کیا گیا اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ اجازت کا کیا نظام جاری تھا مگر کچھ نہ کچھ ضرور نظام جاری ہو گا جس کے تابع بعض لوگوں کو توفیق ملتی تھی اور بعضوں کو نہیں ملتی تھی۔ کھجوروں کا ایک حجرہ سا بنایا گیا، ایک جھونپڑی بنائی گئی۔ ایک رات ایسی آئی آپؐ نے باہر جھانکتے ہوئے فرمایا نمازی اپنے رب سے راز و نیاز میں مگن ہوتا ہے اس لئے ضروری ہے قراءت بالجہر اس طرح نہ کیا کرو کہ گویا دوسرے بھی سن سکیں۔ تو یہ فرض ہے ہر حجرہ والے کا جو اعتکاف بیٹھتا ہے کہ اس کے اندر کی آوازیں باہر نہ جائیں یہاں تک کہ تلاوت بھی باہر

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

خدا تعالیٰ نے اس وقت ایک صادق کو بھیج کر چاہا ہے کہ ایسی جماعت تیار کرے جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرے

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْم ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّد کی دعا تہجد اور نوافل میں کثرت سے پڑھنے کی تاکید

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ ۱۹ر نومبر ۱۹۹۹ء بمطابق ۱۹ر نبوت ۱۳۷۸ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم-

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾۔
(سورة المائده آيت ٣٦)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اس کے قرب کا وسیلہ ڈھونڈو اور اسی کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تم کامیاب ہو۔

اسی آیت کے تعلق میں میں کچھ احادیث نبوی بیان کروں گا اور اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات۔ یہ مضمون گزشتہ دو تین خطبات سے جاری ہے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ اس خطبے میں اس مضمون کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں کامیاب ہو سکوں گا۔ انشاء اللہ۔

پہلی حدیث ترمذی کتاب صفة القيامة و الرقائق والورع سے لی گئی ہے۔ سهل بن معاذ بن انس الجُهَنی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ کی خاطر (کچھ) دیا اور اللہ کی خاطر ہی روکا اور اللہ کی خاطر محبت کی اور اللہ کی خاطر دشمنی کی اور اللہ کی خاطر کسی کا نکاح کروایا تو اُس نے اپنے ایمان کو مکمل کر لیا۔

پہلی دو باتیں تو واضح ہیں لیکن اس طرف میں خصوصاً توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہ جو ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ کی خاطر کسی کا نکاح کروایا یہ اس وقت جماعت کی اشد ترین ضرورت ہے کہ بچیوں کے نکاح کروائے جائیں اور اس نکاح نہ کروانے میں کئی قسم کی معاشرتی خرابیاں بھی حائل ہیں۔ بعض ماں باپ خود حائل ہو جاتے ہیں کیونکہ اپنی بچی کی کمائی سے وہ دوسرے بچوں کی پرورش کرنا چاہتے ہیں اور نکاح نہ کروانے کے ذمہ دار وہ خود ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح اور بھی بہت سی ایسی مجبوریاں ہیں جن کی وجہ سے بچیاں دیر تک بیٹھی رہ جاتی ہیں اور خصوصاً ایسے ممالک میں جہاں نسبتاً رشتے کم ملتے ہیں، کفو کم ملتا ہے وہاں بہت دقتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

تو اللہ کی خاطر نکاح کروائیں یہ ایک بہت نیکی کا کام ہے۔ اور آپ کو بھی دلی تسکین ہو گی اس بات سے کہ کسی بچی کی شادی میں آپ ذریعہ بن گئے ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جب بچیوں کی شادی کا ذریعہ بنائے تو اسی کے ساتھ ہی میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو آپ کے لئے وسیلہ بنا دے۔

دوسری حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کہے گا میری عظمت کی وجہ سے آپس میں محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ آج میں اُنہیں اپنے سایہ میں جگہ دوں گا جس دن میرے سایہ کے علاوہ کوئی اَور سایہ نہیں ہوگا۔ (مشكوٰة ۔ كتاب الادب ۔ باب الحب فى الله و من الله)۔

اس حدیث میں یہ ذکر ضروری ہے کہ خدا کا سایہ تو ہوتا ہی کوئی نہیں۔ ماں باپ کا سایہ بھی ایک محاورہ ہے۔ یہ مراد تو نہیں کہ فلاں شخص اپنے ماں باپ کے سائے سے محروم رہ گیا کہ وہ ہمیشہ ماں باپ کے سایہ میں چلا کرتا تھا۔ یہ محاورہ ہوتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ اس کے اوپر خدا تعالیٰ کی رحمت کا سایہ ہے۔ خدا کے سایہ سے مراد محض رحمت کا سایہ ہے تو دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ قیامت کے دن جب کوئی اور سایہ نہیں ہوگا، صرف اللہ کا سایہ ہوگا، اللہ کی رحمت کا سایہ ہمیں ڈھانپ لے۔

"حضرت سهل بن سعد الساعدى بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں کہ جب مَیں اُسے بجا لاؤں تو اللہ بھی مجھ سے محبت کرے اور لوگ بھی محبت کریں"۔ اب ان دونوں باتوں کا ایک ہی جواب ہے۔ "آپؐ نے فرمایا کہ دُنیا سے بے اعتناء ہو جا تو اللہ تجھ سے محبت کرنے لگے گا اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے بے اعتناء ہو جا تو وہ تجھ سے محبت کرنے لگیں گے"۔ (سنن ابن ماجه كتاب الزهد)۔ یہ بہت ہی پیارا اور پُر حکمت جواب ہے یعنی پُر حکمت تو ساری باتیں ہوا کرتی ہیں مگر بعض دفعہ بعض باتوں کو کھولنا پڑتا ہے۔

دنیا سے بے اعتناء ہو جا۔ دنیا کی خواہش ترک کر دے تو اللہ تجھ سے محبت کرنے لگے گا۔ اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے بے اعتناء ہو جاؤ تو وہ تم سے محبت کرنے لگیں گے۔ پہلے تھا اللہ تجھ سے محبت کرے گا۔ دنیا سے بے اعتناء ہو جاؤ تو اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا اور دنیا کی دولتوں سے بے پرواہ ہو کر سب کچھ خدا کے لئے حاضر کر دو تو اللہ کو تجھ سے محبت ہو جائے گی اور یہی حال بنی نوع انسان کا ہے۔ اگر ان کے مال میں تمہیں کوئی حرص نہ رہے تو وہ تجھ سے محبت کریں گے یہ طبعی اور قدرتی بات ہے۔ تو کسی کے اموال پر نظر نہ رکھنا اور دنیا کے اموال کو آنی جانی سمجھنا اور خدا کی خاطر دنیا کے مال کو ترجیح نہ دینا یہ اس حدیث کا مرکزی نکتہ ہے۔

"ابو موسیٰ اشعری رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو اپنی دنیا سے محبت کرتا ہے وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچاتا ہے اور جو اپنی آخرت سے محبت کرتا ہے وہ اپنی دنیا کو نقصان پہنچاتا ہے"۔ یہ ایکویشن (Equation) بالکل واضح اور کھلی کھلی ہے۔ جو دنیا سے محبت کرتا ہے وہ آخرت کے بدلے دنیا سے محبت کرتا ہے اور اس کے نتیجہ میں آخرت کا کچھ نہ کچھ نقصان ضرور ہوتا ہے اور جو آخرت سے محبت کرتا ہے یہ ہو نہیں سکتا کہ دنیا کا نقصان برداشت نہ کرنا پڑے۔ تو یہ باتیں ایسی ہیں جو بہت یاد رکھنے والی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ آخر پر یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ "پس تم باقی رہنے والی کو فنا ہو جانے والی پر ترجیح دو۔ (مسند احمد بن حنبل مسند الكوفيين)۔ دنیا نے تو فنا ہو جانا ہے، سب نے مر جانا ہے، سب کچھ ختم ہو جائے گا مگر ایک اللہ کی وجہ باقی رہے گی یعنی اللہ کی رضا باقی رہ جائے گی اس لئے فانی چیزوں سے محبت کا کوئی فائدہ نہیں۔

بخاری کتاب الایمان میں یہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو کلمات ایسے ہیں جو زبان پر بہت ہلکے ہیں، میزان میں بہت وزنی ہیں (اور) رحمٰن کے نزدیک بہت پیارے ہیں۔ (وہ کلمات یہ ہیں) "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْم"۔ (بخارى كتاب الايمان والنذر)۔ ان کلمات کے ساتھ ایک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا بھی وابستہ ہے اور اگر اس کو آپ حرزِ جان بنالیں تو جن کو تہجد کی توفیق ہے وہ ضرور لازماً ہر تہجد میں یہ دعا کیا کریں کیونکہ یہ دنیا اور آخرت میں اپنی مرادیں مانگنے کے لئے نہایت ضروری دعا ہے۔ اس کے بغیر رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم وسیلہ نہیں بن سکتے اور اس کے بغیر دنیا اور آخرت کی منافعات سے آپ محروم رہ جائیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی حدیث کے ذکر میں یہ واقعہ بیان فرماتے ہیں "ایک مرتبہ میں سخت بیمار ہوا یہاں تک کہ تین مختلف وقتوں میں میرے وارثوں نے میرا آخری وقت سمجھ کر مسنون طریقہ پر مجھے تین مرتبہ سورۂ یٰسین سنائی۔ جب تیسری مرتبہ سورۂ یٰسین سنائی گئی تو میں دیکھتا تھا کہ بعض عزیز میرے جواب وہ دنیا سے گزر بھی گئے دیواروں کے پیچھے بے اختیار روتے تھے۔ اور مجھے ایک سخت قسم کا قولنج تھا اور بار بار دمبدم حاجت ہو کر خون آتا تھا۔ سولہ دن برابر ایسی حالت رہی اور اسی بیماری میں میرے ساتھ ایک اور شخص بیمار ہوا تھا وہ آٹھویں دن راہی ملک بقاء ہو گیا حالانکہ اس کے مرض کی شدت ایسی نہ تھی جیسی میری۔

جب بیماری کو سولھواں دن چڑھا تو اس دن بکلی حالت یاس ظاہر ہو کر تیسری مرتبہ مجھے سورہ یٰسین سنائی گئی اور تمام عزیزوں کے دل میں یہ پختہ یقین تھا کہ آج شام تک یہ قبر میں ہوگا۔ تب ایسا ہوا کہ جس

طرح خدا تعالیٰ نے مصائب سے نجات پانے کے لئے بعض اپنے نبیوں کو دعائیں سکھلائی تھیں مجھے بھی خدا نے الہام کر کے ایک دعا سکھلائی اور وہ یہ ہے " سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْم. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ". (الہام ۱۸۸۰ء۔ تذکرہ صفحہ ۳۲،۳۱۔ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

تو میں تو اس دعا کو ہمیشہ وردِ جان بناتا ہوں۔ آپ سب کو بھی میری یہ نصیحت ہے کہ جن کو تہجد کی توفیق ہے وہ ضرور یہ دعا پڑھا کریں اور اس میں ایک خاص بات یہ ہے کہ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ نہیں وَاٰلِ مُحَمَّدٍ یعنی آل محمد کو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے ملا دیا ہے اور بیچ میں عَلٰى کا صلہ بھی اڑا دیا گیا ہے۔ تو اس دعا کو جن کو توفیق ہو وہ تہجد میں پڑھا کریں اور جن کو تہجد میں اٹھنے کی توفیق نہیں وہ اپنے نوافل میں اس دعا کو باقاعدگی سے یاد رکھیں۔

بخاری کتاب التفسیر میں سورہ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ کے بیان میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سورۃ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ نازل ہونے کے بعد جب بھی آپؐ نماز پڑھتے تو اس میں ضرور یہ دعا مانگتے۔ اے ہمارے پروردگار تو پاک ہے ہم تیری حمد کرتے ہیں۔ اے میرے اللہ تو مجھے بخش دے"۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنے لئے ہمیشہ جمع کا صیغہ اس لئے استعمال کیا کرتے تھے کہ ساری امت کو شامل رکھیں۔ یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا امت پہ بڑا بھاری احسان ہے کہ اپنے آپ کو مجھے معاف کر دے کی بجائے یہ عرض کیا کرتے تھے کہ ہمیں معاف کر دے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی یہ زندۂ جاوید اور جاری و ساری دعا ہے اور آپ کا فیض ہمیں پہنچتا ہے اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم بار بار رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود بھیجیں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْم. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ۔

ابوداؤد کتاب الادب باب فی قبلۃ الجسد میں یہ حدیث درج ہے۔ "حضرت اسید بن حضیر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارہ میں روایت ہے کہ وہ بڑے بامذاق آدمی تھے"۔ بہت طبیعت مزاح والی تھی اور بعض دفعہ زیادہ مزاح کرنے سے دل پہ داغ بھی لگ جایا کرتا ہے اس لئے ہر وقت مذاق کرنے کی عادت اچھی نہیں ہے مگر وہ بہرحال ایسا مذاق تو نہیں کیا کرتے ہونگے کہ لوگوں کے دل دکھیں۔ اچھے مذاق ہی کیا کرتے تھے مگر مذاق بہت کرتے تھے۔ اس پر ایک دفعہ ان کے بارہ میں روایت ہے کہ "ایک دن لوگوں میں بیٹھے ہنسی مذاق کی باتیں کر رہے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ان کے پہلو میں چھڑی چبھوئی"۔ کچھ تو اس لئے کہ اتنا زیادہ بھی نہیں مذاق کیا کرتے۔ کچھ اس خیال سے بھی شاید کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم آگئے ہیں اب ادب کا تقاضا ہے کہ خاموش ہو جاؤ۔

تو بہرحال آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے کسی بھی حسن نیت سے چھڑی چبھوئی۔ "اس پر وہ کہنے لگے حضور میں نے تو بدلہ لینا ہے۔ حضور نے فرمایا اچھا آؤ اور بدلہ لے لو۔ اس پر وہ کہنے لگے حضور آپؐ نے تو قمیص پہنی ہوئی ہے اور میں تو ننگے بدن ہوں۔ اس پر حضور نے بدلہ دینے کے لئے اپنی قمیص کو اوپر اٹھایا۔ یہ دیکھ کر اسید بن حضیر حضور سے لپٹ گئے اور جسد مبارک کے بوسے پر بوسے لینے لگے اور کہنے لگے حضور! میرا تو یہ مقصد تھا"۔ میں نے تو مرنے سے پہلے آپ کے جسم سے اپنے جسم کو ملنا تھا اور آپ کے جسد مطہر کے بوسے لینے تھے۔

اب ان احادیث کے بعد میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اقتباسات آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

"خدا تعالیٰ نے اس وقت ایک صادق کو بھیج کر چاہا ہے کہ ایسی جماعت تیار کرے جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرے"۔ حقیقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام صادق نہ ہوتے تو کبھی ایسی جماعت تیار نہیں کر سکتے تھے۔ بچپن سے آپ کو سچائی سے عشق تھا، سچائی کے مقابل پر ہر بڑی سے بڑی قربانی دیا کرتے تھے۔ اپنے ماں باپ کے خلاف بھی گواہی دینی ہو تو گواہی دیتے تھے، اپنے بھائیوں کے خلاف گواہی دینی ہو تو گواہی دیتے تھے۔ کبھی ساری زندگی آپ نے غلط گواہی نہیں دی اور ایسا ہی وجود ہے جو لوگوں کی اصلاح کے لئے ضروری ہے۔ جو سچائی پر قائم نہ ہو، جو مرد صادق نہ ہو وہ لوگوں کی اصلاح کیسے کر سکتا ہے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "خدا تعالیٰ نے اس وقت ایک صادق کو بھیج کر چاہا ہے کہ ایسی جماعت تیار کرے جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرے۔ میں دیکھتا ہوں کہ بعض کچے لوگ داخل ہو جاتے ہیں اور پھر ذرا سی دھمکی ملتی ہے اور لوگ ڈراتے ہیں تو پھر خط لکھ دیتے ہیں کہ کچھ تقیہ کر لیا ہے۔ بتاؤ انبیاء علیہم السلام اس قسم کے تقیہ کیا کرتے ہیں؟۔ کبھی نہیں۔ وہ دلیر ہوتے ہیں اور انہیں کسی مصیبت اور دکھ کی پرواہ نہیں ہوتی۔ وہ جو کچھ لے کر آتے ہیں اسے چھپا نہیں سکتے۔ خواہ ایک شخص بھی دنیا میں ان کا ساتھی نہ ہو

Earlsfield Properties

Landlords & landladies

Guaranteed rent

your properties are urgently required

Tel: 0181-265-6000

وہ دنیا سے پیار نہیں کرتے۔ ان کا محبوب ایک ہی خدا ہوتا ہے۔ وہ اس راہ میں ایک مرتبہ نہیں ہزار مرتبہ قتل ہوں اس کو پسند کرتے ہیں۔ اس سے سمجھ لو کہ اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچے تعلق کا مزا اور لطف نہیں تو پھر یہ گروہ کیوں مصائب اٹھاتے ہیں؟ آنحضرت ﷺ کے حالات کو پڑھو کہ کفار نے کس قدر دکھ آپ کو دئے، آپؐ کے قتل کا منصوبہ کیا گیا۔ طائف میں گئے تو وہاں سے خون آلود ہو کر پھرے۔ آخر مکہ سے نکلنا پڑا۔ مگر وہ بات جو دل میں تھی اور جس کے لئے آپؐ مبعوث ہوئے تھے اسے ایک آن کے لئے بھی نہ چھوڑا۔

یہ مصائب اور تکالیف کبھی برداشت نہیں ہو سکتیں جب تک اندرونی کشش نہ ہو۔ ایک غریب انسان کے لئے دو چار دشمن بھی ہوں وہ تنگ آجاتا ہے اور آخر صلح کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ مگر وہ جس کا سارا جہان دشمن ہو وہ کیونکر اس بوجھ کو برداشت کرے گا اگر قوی تعلق نہ ہو۔ عقل اس کو قبول نہیں کرتی۔ مختصر یہ کہ خدا تعالیٰ کی محبت کی لذت ساری لذتوں سے بڑھ کر ترازو میں ثابت ہوتی ہے۔ پس وہ لذات جو بہشت میں ملیں گی یہ وہی لذتیں ہیں جو پہلے اٹھا چکے ہیں اور وہی ان کو سمجھتے ہیں جو پہلے اٹھا چکے ہیں"۔

(ملفوظات جلد چہارم، جدید ایڈیشن۔ صفحہ ۲۰۲، ۲۰۳)

پس یہ خیال کہ جنت میں جا کر ہم خدا سے محبت کریں گے یا خدا کی محبت کی وجہ سے جنت میں جائیں گے یہ رومانی فرضی باتیں ہیں۔ جب تک اس دنیا میں اس محبت کا مزہ نہ کوئی چکھ لے اس کو آخرت کی محبت یا آخرت کی جنت کی کوئی امید نہیں رکھنی چاہئے۔ ہاں اللہ مالک ہے۔ وہ جو چاہے فیصلہ کرے مگر بظاہر یہی اصول دکھائی دیتا ہے۔

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "مدار نجات صرف یہی امر ہے کہ سچا تقویٰ اور خدا کی خوشنودی اور خالق کی عبادت کا حق ادا کیا جاوے۔ الہامات اور مکاشفات کی خواہش کرنا کمزوری ہے۔ مرنے کے وقت جو چیز انسان کی لذت دہ ہوگی وہ صرف خدا تعالیٰ کی محبت اور اس سے صفائی معاملہ اور آگے بھیجے ہوئے اعمال ہونگے جو ایمان صادق اور ذاتی محبت سے صادر ہوئے ہونگے۔ مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ" جو بھی اللہ کا ہو اللہ اسی کا ہو جاتا ہے۔ "اصل میں جو عاشق ہوتا ہے آخرکار ترقی کرتے کرتے وہ معشوق بن جاتا ہے کیونکہ جب کوئی کسی سے محبت کرتا ہے تو اس کی توجہ بھی اس کی طرف پھرتی ہے"۔

اس ضمن میں ایک مشہور شعر ہے یہ میں اپنی طرف سے بیچ میں ملا رہا ہوں، مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر میں نہیں ہے کہ ۔

عشق اوّل در دل معشوق پیدا می شود ۔۔۔ تا نہ سوزد شمع کے پروانہ شیدا می شود

کہ عشق پہلے معشوق کے دل میں سلگتا ہے۔ اگر شمع کی لو روشن نہ ہوتی تو پروانہ اس میں جلنے کے لئے تیار نہ ہوتا۔ تو پہلے شمع جلتی ہے تو پھر پروانہ جلتا ہے۔ اسی طرح جن کو محبت ہو جائے ان کی محبت کے اثر سے ان کا معشوق ان کا عاشق ہو جاتا ہے۔ "آخرکار ہوتے ہوتے کشش سے وہ اس سے محبت کرنے لگتا ہے اور عاشق، معشوق کا معشوق بن جاتا ہے۔ جب جسمانی اور مجازی عشق و محبت کا یہ حال ہے کہ ایک معشوق اپنے عاشق کا عاشق ہو جاتا ہے تو کیا روحانی زندگی میں جو اس سے زیادہ کامل ہے ایسا ممکن نہیں کہ جو خدا سے محبت کرنے والا ہو آخرکار خدا اس سے محبت کرنے لگے اور وہ خدا کا محبوب بن جاوے"۔

(ملفوظات جلد سوم، جدید ایڈیشن، صفحہ ۱۳۵)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں اور یہ وہ تحریر ہے جسے ہزار دفعہ بھی پڑھیں تو کبھی پرانی نہیں ہوتی۔ یہ ایسی زندہ تحریر ہے کہ جس کے متعلق میں یقین کے ساتھ بلا شبہ کہتا ہوں کہ آئندہ ساری نسلیں قیامت تک یہ تحریر پڑھیں گی تو ان کو یہ تحریر اس وقت بھی اسی طرح زندہ اور پائندہ دکھائی دے گی جیسے آج ہمیں دکھائی دے رہی ہے۔ فرماتے ہیں:

"ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دف سے بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سُن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں؟"۔ (کشتی نوح صفحہ ۳۰)

(گرم پانی کا گھونٹ پیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا" میں ضرورت تو محسوس نہیں کر رہا مگر پینا ضروری ہو گیا ہے۔ لوگوں کا اصرار بہت ہے مگر ضرورت سے زیادہ اپنے نمبر بنانے کے لئے مجھے خط بھی زیادہ لکھتے ہیں بہت مزہ آیا آپ کے پانی پینے کا۔ پانی پینا تو گلے کی خشکی دور کرنے کے لئے ہوتا ہے اس میں مزہ کس بات کا آرہا ہے آپ کو۔ اس لئے لکھنا چھوڑ دیں پلیز۔ میں جب پانی کی ضرورت ہوگی آپ ہی پی لیا کروں گا۔ تو اس وجہ سے اپنے نمبر بنانے بند کر دیں۔ جزاکم اللہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "ہمارے خدا میں بے شمار عجائبات ہیں مگر وہی دیکھتے ہیں جو صدق اور وفا سے اُس کے ہو گئے ہیں۔ وہ غیروں پر جو اس کی قدرت پر یقین نہیں رکھتے اور اس کے صادق و وفادار نہیں ہیں، وہ عجائبات ظاہر نہیں کرتا۔ کیا بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اُس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے"۔ (کشتی نوح صفحہ ۱۹۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۲۱)۔

یہ جو خدا تعالیٰ کا ہر چیز پر قادر ہونا ہے اس پر یقین کامل انسان کو تمام مراتب بخش سکتا ہے پس جتنا بھی

غور کریں آپ کو سمجھ آئے گی کہ اللہ کو قادر سمجھنا بہت ضروری ہے۔

"اس قادر اور سچے اور کامل خدا کو ہماری رُوح اور ہمارا ذرّہ ذرّہ وجود کا سجدہ کرتا ہے جس کے ہاتھ سے ہر ایک رُوح اور ہر ایک ذرّہ مخلوقات کا مع اپنی تمام قویٰ کے ظہور پذیر ہوا"۔ یہاں ذرہ ذرہ سجدہ کرنے والا مضمون ہے یہ جن دلوں پہ یہ کیفیت طاری ہو ان ہی کو اندازہ ہو سکتا ہے کہ بعض دفعہ سجدہ میں ایسی کیفیت ہوتی ہے کہ جیسے ساری کائنات خدا کے حضور جھک گئی ہے اور ذرہ ذرہ اپنے وجود کا نہیں گویا ساری کائنات کا وجود سجدہ ریز ہے۔ پس فرماتے ہیں اس کے بعد۔ "ہر ایک ذرہ مخلوقات کا مع اپنی تمام قویٰ کے ظہور پذیر ہوا"۔ تو ہر ذرہ مخلوقات کا جس سے ظہور پذیر ہوا وہ ہر ایک ذرہ اسی کو سجدہ کرتا ہوگا۔ اسی سے میں نے یہ مضمون نکالا ہے کہ اس وقت محسوس ہوتا ہے کہ ساری کائنات اللہ کے حضور سجدہ ریز ہے۔

"اور جس کے وجود سے ہر ایک وجود قائم ہے۔ اور کوئی چیز نہ اس کے علم سے باہر ہے اور نہ اس کے تصرف سے، نہ اس کے خَلق سے۔ اور ہزاروں درود اور سلام اور رحمتیں اور برکتیں اس پاک نبی محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل ہوں جس کے ذریعہ ہم نے وہ زندہ خدا پایا جو آپ کلام کر کے اپنی ہستی کا آپ ہمیں نشان دیتا ہے۔ اور آپ فوق العادت نشان دکھلا کر اپنی قدیم اور کامل طاقتوں اور قوتوں کا ہم کو چمکنے والا چہرہ دکھاتا ہے۔ سو ہم نے ایسے رسول کو پایا جس نے خدا کو ہمیں دکھلایا۔ اور ایسے خدا کو پایا جس نے اپنی کامل طاقت سے ہر ایک چیز کو بنایا۔ اس کی قدرت کیا ہی عظمت اپنے اندر رکھتی ہے جس کے بغیر کسی چیز نے نقش وجود نہیں پکڑا۔ اور جس کے سہارے کے بغیر کوئی چیز قائم نہیں رہ سکتی۔ وہ ہمارا سچا خدا بے شمار برکتوں والا ہے اور بے شمار قدرتوں والا اور بے شمار حسن والا، احسان والا، اس کے سوا کوئی اَور خدا نہیں"۔

(نسیم دعوت صفحہ ۳ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۳۶۳)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "وہ پاک زندگی جو گناہ سے بچ کر ملتی ہے وہ ایک لعلِ تاباں ہے جو کسی کے پاس نہیں"۔ لعل ایک ہیرے کی قسم ہے جو سرخ رنگ کا ہوتا ہے۔ "وہ پاک زندگی جو گناہ سے بچ کر ملتی ہے وہ ایک لعلِ تاباں ہے جو کسی کے پاس نہیں۔ ہاں خدا تعالیٰ نے وہ لعلِ تاباں مجھے دیا ہے اور مجھے اُس نے مامور کیا ہے کہ مَیں دنیا کو اس لعلِ تاباں کے حصول کی راہ بتادوں۔ اس راہ پر چل کر مَیں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ ہر ایک شخص یقیناً یقیناً اس کو حاصل کر لے گا اور وہ ذریعہ اور وہ راہ جس سے یہ ملتا ہے ایک ہی ہے جس کو خدا کی سچی معرفت کہتے ہیں۔ درحقیقت یہ مسئلہ بڑا مشکل اور نازک مسئلہ ہے کیونکہ ایک مشکل امر پر موقوف ہے"۔

اب اللہ تعالیٰ کی محبت بظاہر تو لوگ آسان سمجھتے ہیں مگر اس کے درمیان ایک ایسا مسئلہ حائل ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے تجربہ سے محسوس کیا ہے۔ "فلاسفر جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا ہے آسمان اور زمین کو دیکھ کر اور دوسرے مصنوعات کی ترتیب ابلغ و محکم پر نظر کر کے صرف اتنا بتاتا ہے کہ کوئی صانع ہونا چاہئے"۔ یہ قرآن کریم کی مختلف آیات میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ ذکر موجود ہے کہ کائنات پر غور کرو تمہیں سمجھ آئے گی کہ اس کا بنانے والا کوئی ہونا چاہئے۔ مگر چاہئے تک رہ جاتا ہے معاملہ۔ مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "مگر مَیں اس سے بلند تر مقام پر لے جاتا ہوں اور اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ خدا ہے"۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۶)۔ اب فلسفی لاکھ بحث کرے جس کو خدا حاصل ہو جائے اس کے اوپر کوئی دلیل دنیا کی کام نہیں کرتی۔

"تم ذاتی محبت خریدو اور اپنے اندر وہ قلق، وہ سوزش، وہ گداز، وہ رقت پیدا کرو جو ایک عاشق صادق کے اندر ہوتی ہے۔ دیکھو کمزور ایمان جو طمع یا خوف کے سہارے پر کھڑا ہو وہ کام نہیں آتا۔ بہشت کی طمع یا دوزخ کا خوف وغیرہ امور پر اپنے ایمان کا تکیہ نہ لگاؤ۔ بھلا کبھی کسی نے کوئی عاشق دیکھا ہے کہ وہ معشوق سے کہتا ہو کہ میں تو تجھ پر اس واسطے عاشق ہوں کہ تو مجھے اتنا روپیہ یا فلاں شے دے۔ ہرگز نہیں۔ دیکھو ایسی طبعی محبت پیدا کر لو جیسے ایک ماں کو اپنے بچے سے ہوتی ہے۔ ماں کو نہیں معلوم ہوتا کہ کیوں بچے سے محبت کرتی ہے اس میں ایک طبعی کشش اور ذاتی محبت ہوتی ہے۔ دیکھو اگر کسی ماں کا بچہ گم ہو جاوے اور رات کا وقت ہو اس کی کیا حالت ہوتی ہے۔ جوں جوں رات زیادہ ہو گی اور اندھیرا بڑھتا جاوے گا اسکی حالت دگرگوں ہوتی جاوے گی گویا زندہ ہی مر گئی ہے۔ مگر جب اچانک اس سے اس کا فرزند مل جاوے تو اس کی وہ حالت کیسی ہوتی ہے ذرا مقابلہ کر کے تو دیکھو۔ پس صرف ایسی محبت ذاتی اور کامل ایمان سے ہی انسان دارالامان میں پہنچ سکتا ہے"۔

یہ آپ میں سے ہر ایک کو تجربہ ہوا ہوگا کہ پیارا بچہ یا بھائی وغیرہ کسی رش میں کچھ دیر کے لئے بھی، تھوڑی دیر کے لئے الگ ہو جائے تو انسان کے اوپر کیسی کیفیت ہوتی ہے، ناقابل برداشت ہوتی ہے۔ جب تک وہ بچہ مل نہ جائے اس وقت تک آپ تصور نہیں کر سکتے کہ انسان کس قسم کی دنیاوی جہنم میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ کابل کے سفر کے دوران میں اپنی بچی فائزہ کی انگلی پکڑ کر اپنے ساتھ لے جا رہا تھا اور کابل میں تو خاص طور پر بچے اغوا بھی ہو جاتے ہیں اس لئے بہت ضرورت تھی۔ اچانک اس نے کوئی چیز دیکھنے کے لئے میری انگلی چھڑائی اور بھاگ کر کسی طرف چلی گئی۔ یہ بھی اللہ کا شکر ہے کہ وہ وہیں کھڑی رہی ادھر ادھر نہیں گئی۔ میں اپنے خیال میں آگے نکل گیا۔ پھر جب دیکھا کہ وہ نہیں ہے تو میں جانتا ہوں جو میری اس وقت حالت تھی۔ ناقابل بیان عذاب میں مبتلا تھا لیکن جب واپس پہنچ کر دیکھا کہ وہ بچی وہیں کھڑی ہے تو اس کا ہاتھ میں نے مضبوطی سے پکڑ لیا۔ اور میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر قسم کے تجارب کو ذاتی طور پر جانتے تھے کیونکہ سچی محبت تھی اور اس محبت کے نتیجہ میں ضروری نہیں کہ ایسے تجربے کسی کو پیش آئیں۔ ایسے شخص کی ہر تجربے پر نظر رہتی ہے۔

"مگر جب اچانک اس سے اس کا فرزند مل جاوے تو اس کی وہ حالت کیسی ہوتی ہے ذرا مقابلہ کر کے تو دیکھو۔ پس صرف ایسی محبت ذاتی اور کامل ایمان سے ہی انسان دارالامان میں پہنچ سکتا ہے۔ سارے رسول خدا تعالیٰ کو اس لئے پیارے نہ تھے کہ ان کو الہامات ہوتے تھے ان کے واسطے مکاشفات کے دروازے کھولے گئے ہیں یا نہیں۔ بلکہ ان کی ذاتی محبت کی وجہ سے وہ ترقی کرتے کرتے خدا کے معشوق اور محبوب بن گئے تھے اسی واسطے کہتے ہیں کہ نبی کی نبوت سے اس کی ولایت افضل ہے"۔

اب ولایت کا ذکر تو نچلے نمبر پہ آتا ہے، سب سے آخری نمبر ہے ولی کا مگر کن معنوں میں کہتے ہیں کہ ولایت افضل ہے۔ مطلب یہ ہے کہ خدا سے محبت ہوتی ہے۔ خدا کا ولی ہوتا ہے تو خدا اس کو اپنا معشوق بناتا ہے۔ نبی بننے سے پہلے خدا تعالیٰ کی سچی محبت دل میں ہونی ضروری ہے۔ اسی کو ولایت کہتے ہیں۔ پس اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ واقعی دوسرے درجہ کا ولی نبی سے افضل ہوتا ہے یہاں ولایت ان معنوں میں ہے کہ اس کو اللہ سے محبت ہو تو وہ محبت اس کو نبی بنانے پر منتج ہو جاتی ہے۔ "اسی لئے ہم نے اپنی جماعت کو بارہا تاکید کی ہے کہ تم کسی چیز کی بھی ہوس نہ رکھو۔ پاک دل اور بے طمع ہو کر خدا کی محبت ذاتی میں ترقی کرو۔ جب تک ذاتی محبت نہیں تب تک کچھ بھی نہیں"۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۳۵، ۱۳۶)۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ "اے سُننے والو سنو کہ خدا تم سے کیا چاہتا ہے۔ بس یہی کہ تم اُسی کے ہو جاؤ۔ اُس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرو، نہ آسمان میں نہ زمین میں۔ ہمارا خدا وہ خدا ہے جو اب بھی زندہ ہے جیسا کہ پہلے زندہ تھا۔ اور اب بھی وہ بولتا ہے جیسا کہ پہلے بولتا تھا۔ اور اب بھی وہ سنتا ہے جیسا کہ پہلے سنتا تھا۔ یہ خیال خام ہے کہ اس زمانہ میں وہ سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں۔ بلکہ وہ سنتا اور بولتا بھی ہے۔ اُس کی تمام صفات ازلی ابدی ہیں۔ کوئی صفت بھی معطّل نہیں اور نہ کبھی ہو گی۔ وہ وہی واحد لاشریک ہے جس کا کوئی بیٹا نہیں، جس کی کوئی بیوی نہیں۔ وہ وہی بے مثل ہے جس کا کوئی ثانی نہیں اور جس کی طرح کوئی فرد کسی خاص صفت سے مخصوص نہیں اور جس کا کوئی ہمتا نہیں۔ جس کا کوئی ہم صفات نہیں اور جس کی کوئی طاقت کم نہیں۔ وہ قریب ہے باوجود دُور ہونے کے اور دُور ہے باوجود نزدیک ہونے کے۔ وہ تمثّل کے طور پر اہل کشف پر اپنے تئیں ظاہر کر سکتا ہے مگر اس کے لئے نہ کوئی جسم ہے اور نہ کوئی شکل ہے"۔

اب یہ "وہ قریب ہے باوجود دور ہونے کے اور دور ہے باوجود قریب ہونے کے"۔ یہ بعض دوسرے مذاہب کے جو اہل اللہ تھے انہوں نے بھی اسی قسم کی باتیں لکھی ہوئی ہیں اور ایسی باتیں ہیں جو سمجھ نہیں آسکتیں بظاہر۔ وہ شہ رگ سے بھی قریب ہے اور دور اتنا ہے کہ کوئی انتہا اس کو پا نہیں سکتی۔ کسی مذہب کی پہنچ اس کی انتہا کو پا نہیں سکتی۔ پس یہ کیسے ممکن ہے؟ اس لئے کہ وہ خالق ہے اور خالق نے اپنے جیسی کوئی مخلوق نہیں پیدا کی۔ اگر خالق اپنے جیسی مخلوق پیدا کرتا تو وہ بھی پھر خالق ہوتی۔ پس ناممکن ہے کہ خالق کی مثل کوئی ہو۔ وہ بے مثل ہے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "وہ قریب ہے باوجود دُور ہونے کے اور دُور ہے باوجود نزدیک ہونے کے۔ وہ تمثّل کے طور پر اہل کشف پر اپنے تئیں ظاہر کر سکتا ہے"۔ جب کہتے ہیں نا خدا کو دیکھا تو یہ اہل کشف پر خدا کا تمثّل ہوتا ہے۔ کیونکہ انسان اپنے جیسے وجود کو تو دیکھ سکتا ہے، خدا کو تو دیکھ ہی نہیں سکتا۔ تو وہ جو سچے لوگ ہیں ان پر خدا بندے کی صورت میں بعض دفعہ ظاہر ہوتا ہے۔ "مگر اس کے لئے نہ کوئی جسم ہے اور نہ کوئی شکل ہے۔ اور وہ سب سے اوپر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اس کے نیچے کوئی اَور بھی ہے۔ وہ عرش پر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ زمین پر نہیں۔ وہ مجمع ہے تمام صفات کاملہ کا اور مظہر ہے تمام محامد حقّہ کا اور سرچشمہ ہے تمام خوبیوں کا اور جامع ہے تمام طاقتوں کا اور مبدء ہے تمام فیضوں کا اور مرجع ہے ہر ایک شے کا"۔

"جامع ہے تمام طاقتوں کا"۔ اس کی آسان اردو تو یہ ہے کہ سب طاقتیں اس میں جمع ہیں۔ اور "مبدء ہے تمام فیضوں کا"۔ ہر فیض اسی سے پھوٹتا ہے "اور مرجع ہے ہر ایک شے کا" اور ہر چیز اسی کی طرف واپس لوٹتی ہے۔ "اور مالک ہے ہر ایک ملک کا اور متصف ہے ہر ایک کمال سے اور منزّہ ہے ہر ایک عیب اور ضعف سے۔ اور مخصوص ہے اس امر میں کہ زمین والے اور آسمان والے اسی کی عبادت کریں اور اس کے آگے کوئی بات بھی اَنہونی نہیں۔ اور تمام روح اور اس کی طاقتیں اور تمام ذرّات اور ان کی طاقتیں اُسی کی پیدائش ہیں۔ اُس کے بغیر کوئی چیز ظاہر نہیں ہوتی۔ وہ اپنی طاقتوں اور اپنی قدرتوں اور اپنے نشانوں سے اپنے تئیں آپ ظاہر کرتا ہے اور اس کو اُسی کے ذریعہ سے ہم پا سکتے ہیں اور وہ راستبازوں پر ہمیشہ اپنا وجود ظاہر کرتا رہتا ہے اور اپنی قدرتیں ان کو دکھلاتا ہے۔ اسی سے وہ شناخت کیا جاتا اور اُسی سے اس کی پسندیدہ راہ شناخت کی جاتی ہے"۔

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 0181-553-3611

اب خدا ہی سے خدا کی راہ تلاش کی جاتی ہے یہ بظاہر الجھن والا مسئلہ ہے کہ جس کو پایا نہیں اس سے پھر اس کی راہ ڈھونڈیں گے۔ تو دراصل خدا بندے پر اس دنیا میں درجہ بدرجہ اس طرح ظاہر ہوتا رہتا ہے کہ جس راہ پر وہ چلتا ہے وہی راہ آخر خدا تک پہنچا دیتی ہے۔ محاورہ ہے ہر سڑک روم تک جاتی ہے۔ یہ تو یونہی محاورہ ہی ہے کہاں سب سڑکیں روم تک جاتی ہیں۔ کئی لوگوں نے تو خواب میں بھی روم نہیں دیکھا ہوا مگر اللہ تک ہر سڑک پہنچاتی ہے۔ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ وہ لوگ جو ہماری راہ کی تلاش کرتے ہیں، ہمیں ڈھونڈتے ہیں ہم خود اپنی راہیں اس کو دکھاتے ہیں۔ تو اس طرح گویا ہر چلنے والے کی راہ خدا ہی کی طرف جاتی ہے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو فرماتے ہیں کہ اس سے اس کی راہ تلاش کرو یہ ایک فرضی بات نہیں واقعۃً خدا کی مرضی اور خدا کے فیض کے بغیر اس کی کوئی راہ نہیں مل سکتی مگر ہر چلنے والا مختلف مقام پر ہوتا ہے اور جس مقام پر بھی وہ سفر خدا کی طرف شروع کرتا ہے بالآخر مرنے سے پہلے خدا اس کو اپنے تک پہنچا دیتا ہے۔

"وہ دیکھتا ہے بغیر جسمانی آنکھوں کے اور سنتا ہے بغیر جسمانی کانوں کے اور بولتا ہے بغیر جسمانی زبان کے۔ اِسی طرح نیستی سے ہستی کرنا اس کا کام ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ خواب کے نظارہ میں بغیر کسی مادہ کے ایک عالم پیدا کر دیتا ہے"۔ اب یہ بھی ایک مسئلہ ایسا ہے جو سمجھانے کی ضرورت ہے۔ جھوٹے لوگوں کی خوابوں میں بھی ایک عالم دکھائی دیتا ہے لیکن وہ عالم فرضی ہوتا ہے اس کو نور سے کیسے تشبیہ دی جا سکتی ہے۔ لیکن سچے آدمی کی رؤیا سچی ہوتی ہے اور وہ عالم جو رؤیا میں دیکھتا ہے وہ بھی سچا ہوتا ہے چنانچہ جو رویائے صالحہ غیب کی خبریں بتاتی ہیں ان کی یہی مثال ہے۔ اگر انسان سچا ہو تو اس کی خوابیں بھی سچی ہوں گی اور ان کے سچے ہونے کی علامت ایسی ہے جو ہر دوسرے شخص کو نظر آتی ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ آئندہ زمانہ میں یہ ہونے والا ہے اس کا وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا اس زمانہ تک اس میں کیا ہوگا۔ جیسا کہ اکثر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رؤیا اور کشوف میں ذکر ملتا ہے ایسے زمانوں کا جن کا آغاز بھی مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں نہیں ہوا تھا مگر آپ نے ان کی پیشگوئیاں کیں اس لئے کہ آپ سچے تھے اور سچے کے کشوف ضرور سچے نکلتے ہیں۔ آپ نے اس وقت یہ پیشگوئی کی کہ "زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار"۔ جبکہ زار انگلستان کی ملکہ کے مقابل پر، انگلستان کے بادشاہ کے مقابل پر دنیا کا عظیم ترین بادشاہ سمجھا جاتا تھا۔ اس وقت ۱۹۰۵ء میں آپ کا یہ پیشگوئی کرنا کہ "زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار" بہت حیرت انگیز بیان ہے۔ "بھی ہوگا" پہ غور کریں کہ ایسا انقلاب آنے والا ہے روس پر کہ زار شاید رہے ہی نہ اور اگر ہوگا بھی تو حالت زار میں ہوگا۔ زار کا حالتِ زار میں ہونا یہ فصاحت و بلاغت کا بھی ایک نشان ہے۔

یہ عجیب اتفاق ہے کہ دنیا کے سب اخباروں میں زار کی تباہی کی خبر اسی فقرہ کے ساتھ شروع ہوئی، اسی فقرہ پر ختم ہوئی کہ زار کی حالت زار۔ اردو میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں زار کی حالت زار۔ انگریزی میں بھی اس کا متبادل استعمال ہوتا تھا اور ہر دنیا کی زبان میں اسی کا متبادل استعمال کیا گیا کہ زار کی حالتِ زار۔ بڑا دردناک واقعہ ہے مگر میں اس کی تفصیل چھوڑتا ہوں۔ وقت تھوڑا ہے۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں جیسا کہ خواب میں بغیر کسی مادہ کے ایک عالم پیدا کر دیتا ہے اب وہ عالم جو پیدا کرتا ہے خدا وہ واقعۃً سچا عالم ہوتا ہے لیکن سچوں کو دکھایا جاتا ہے، جھوٹوں کو جو عالم دکھایا جاتا ہے وہ عالم ہی جھوٹا ہوتا ہے ان کی طرح۔ "اور ہر ایک فانی اور معدوم کو موجود دکھلاتا ہے"۔ فانی سے مراد یہ ہے کہ جو فنا ہونے والا ہے آئندہ کے زمانے میں اور معدوم جو اب غائب ہو چکا ہے۔ تو رؤیا اور کشوف کے ذریعہ ماضی کی خبریں بھی دی جاتی ہیں اور مستقبل کی خبریں بھی دی جاتی ہیں۔ "پس اسی طرح اس کی تمام قدرتیں ہیں۔ نادان ہے وہ جو اس کی قدرتوں سے انکار کرے۔ اندھا ہے وہ جو اس کی عمیق طاقتوں سے بے خبر ہے۔ وہ سب کچھ کرتا ہے اور کر سکتا ہے بغیر ان امور کے جو اُس کی شان کے مخالف ہیں یا اس کے مواعید کے برخلاف ہیں"۔

"سب کچھ کر سکتا ہے" پہ آریہ لوگ یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ خدا اپنے آپ کو مار بھی سکتا ہے؟ تو خدا ہمیشہ کے لئے ہے اس لئے اس کی شان کے خلاف ہے کہ اپنے آپ کو مارے۔ اس کی صفت، صفت سے ٹکراتی نہیں، کوئی تصادم نہیں ہے۔ اس کی بنائی ہوئی کائنات میں بھی کوئی تصادم نہیں تو اس کی صفات میں کیسے تصادم ہو سکتا ہے۔ اس لئے یہ محض جاہلوں کی شوخیاں ہیں کہ اگر وہ ہر چیز پر قادر ہے تو اپنے آپ کو کیوں نہیں مارتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے جواب میں لکھا ہے عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر۔ شے میں مضمون صرف چیز نہیں بلکہ شَاء سے نکلا ہے جس کا مطلب ہے چاہنا۔ وہ ہر اس چیز پر قادر ہے جس کو وہ چاہتا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ کی عجیب شان ہے۔ "بغیر ان امور کے جو اس کی شان کے مخالف ہیں"۔ یہ فقرہ خاص طور پر قابل غور ہے۔ "یا اس کے مواعید کے برخلاف ہیں"۔ مواعید میں وہ خوشخبریاں ہیں جو انبیاء کو دی جاتی ہیں۔ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ بھی ان میں سے ہے۔ اور اس میں وہ پھر کبھی بھی ان باتوں کو انہونی نہیں رہنے دیتا وہ لازماً کر کے دکھاتا ہے۔ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ جو چاہتا ہے وہ ضرور کر کے دکھاتا ہے۔ مگر جو اس کے ڈراوے ہیں ان پر ضروری نہیں کہ وہ عمل کرے۔ وہ ڈراوے جو ہیں وہ توبہ، استغفار سے ٹالے جا سکتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت یونسؑ کی قوم کے مواعید ٹال دئے گئے۔ تو وہ اپنی خوش خبریوں کو نہیں ٹالتا مگر اپنے انذار کو ضرور ٹال سکتا ہے۔ "اور وہ واحد ہے اپنی ذات میں اور صفات میں اور افعال میں اور قدرتوں میں اور اس تک پہنچنے کے لئے تمام دروازے بند ہیں مگر ایک دروازہ جو فرقانِ مجید نے کھولا ہے"۔ (الوصیت صفحہ ۱۲ تا ۱۷)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "ہمارا زندہ حیّ و قیّوم خدا ہم سے انسان کی طرح باتیں کرتا ہے۔ ہم ایک بات پوچھتے ہیں اور دعا کرتے ہیں تو وہ قدرت کے بھرے ہوئے الفاظ کے ساتھ جواب دیتا ہے۔ اگر یہ سلسلہ ہزار مرتبہ تک بھی جاری رہے تب بھی وہ جواب دینے سے اِعراض نہیں کرتا۔ وہ اپنے کلام میں عجیب در عجیب غیب کی باتیں ظاہر کرتا ہے اور خارق عادت قدرتوں کے نظارے دکھلاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ یقین کرا دیتا ہے کہ وہ وہی ہے جس کو خدا کہنا چاہئے"۔ یعنی ان باتوں کی وجہ سے خدا پہچانا جاتا ہے۔ "دعائیں قبول کرتا ہے اور قبول کرنے کی اطلاع دیتا ہے"۔ (نسیم دعوت صفحہ ۸۲)

پھر فرماتے ہیں یاد رکھو کہ "جس میں فیاضانہ زندگی نہیں وہ مُردہ ہے نہ زندہ اور مَیں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کا نام لے کر جھوٹ بولنا سخت بدذاتی ہے کہ خدا نے مجھے میرے بزرگ واجب الاطاعت سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی روحانی دائمی زندگی اور پورے جلال اور کمال کا یہ ثبوت دیا ہے کہ مَیں نے اس کی پیروی سے اور اُس کی محبت سے آسمانی نشانوں کو اپنے اوپر اُترتے ہوئے اور دل کو یقین کے نور سے پُر ہوتے ہوئے پایا"۔ (تریاق القلوب صفحہ ۱۰، ۱۱)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلۂ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبی اور زندہ نبی اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبی صرف ایک مرد کو جانتے ہیں یعنی وہی نبیوں کا سردار، رسولوں کا فخر، تمام مرسلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفیٰ و احمد مجتبیٰ ﷺ ہے جس کے زیرِ سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزار برس تک نہیں مل سکتی تھی"۔ (سراج منیر صفحہ ۸۲)

پھر فرماتے ہیں: "اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو! اور اے تمام وہ انسانی روحو جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو! مَیں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہے جس کی روحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ اُس کی پیروی اور محبت سے ہم رُوح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں"۔ (تریاق القلوب صفحہ ۱۱)

اب میں اقتباسات کو مختصر کرتا ہوا کیونکہ وقت ختم ہو رہا ہے، یہ عرض کرتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسانِ کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مرا ہوا اُس کے آنے سے زندہ ہو گیا، وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ اے ہمارے خدا! اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداء دنیا سے تُو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔ اگر یہ عظیم الشان نبی دنیا میں نہ آتا تو پھر جس قدر چھوٹے چھوٹے نبی دنیا میں آئے جیسے یونسؑ اور ایوبؑ اور مسیحؑ بن مریم اور ملاکیؑ اور یحییٰؑ اور زکریاؑ وغیرہ وغیرہ ان کی سچائی پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں تھی۔ اگرچہ سب مقرب اور وجیہہ اور خدا تعالیٰ کے پیارے تھے۔ یہ اس نبی کا احسان ہے کہ یہ لوگ بھی دنیا میں سچے سمجھے گئے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَ بَارِكْ وَ سَلِّمْ وَ آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اجمعین. وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ"۔ (اتمام الحجۃ صفحہ ۳۶)

DIGITAL SATELLITE
MTA and PAKISTAN TV

You can now get MTA on digital satellite at Hotbird 13°E. Pakistan TV is also available on digital satellite at Intelsat 707 1°W as Prime TV, and has been broadcasting since Sept '98. To view MTA and Prime TV, you need a digital satellite receiver, a dish and a universal LNB.

At the moment, we are running the following offers:

NOKIA 9600 £255+ — *Digital LNBs from £19+*
HUMAX CI £220+ — *Dishes from 35cm to 1.2m*

These, as well as all other satellite reception-related equipment, can be obtained from our warehouse at the address below.

MAIL ORDER — EXPORT

Signal Master Satellite Limited
Unit 1A Bridge Road, Camberley
Surrey GU15 2QR, England
Tel: 0044 (0)1276 20916 Fax: 0044 (0)1276 678740
e-mail: sms.satellite@business.ntl.com

ASIANET — BANGLA TV — SONY Entertainment Television — skydigital — ZEE TV — B4U — Prime

+ All prices are exclusive of VAT

نان ——— نان ——— نان

ہمارے آٹومیٹک پلانٹ پر حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق اعلیٰ اور معیاری نان تیار کئے جاتے ہیں اور پلاسٹک کی فلم میں seal کئے جاتے ہیں۔ شادی بیاہ اور فیملی پیک پر خاص رعایت۔
برطانیہ اور یورپ میں ڈسٹری بیوٹرز کی ضرورت ہے۔ فری نمونہ کے لئے رابطہ کریں

Shalimar Foods

Tel: 01420 488866 —— Fax: 01420 474799

بیماری یا سفر میں روزہ

رمضان کے مہینے میں بعض اوقات بیمار اور مسافر بھی روزہ رکھ لیتے ہیں۔ آیئے اپنے نفس کا حقیقی محاسبہ کرتے ہوئے دیکھیں کہ ایسا کرنا واقعۃً خدا کے حکموں سے محبت کا نتیجہ ہے یا کہ پھر نفس کا ایک باریک دھوکہ .... حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹ر جنوری ۱۹۹۶ء میں اسی حقیقت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَر۔ پس جو کوئی بھی مریض ہو یا سفر پر ہو "فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَر" تو اسے دوسرے ایام میں اس عدت کو پورا کرنا ہوگا یعنی مریض ہو تو روزہ نہ رکھے۔ سفر کے ساتھ یہ شرط نہیں لگائی کہ اگر سفر مشکل ہو تو روزہ نہ رکھے، سفر آسان ہو تو رکھ لے۔ اس لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اس آیت کی رو سے یہ واضح فتویٰ تھا کہ روزے کی آسانی یا مشکل زیر بحث نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان کی اطاعت ہی میں آسانی ہے اور اسی میں نیکی، اسی میں تقویٰ ہے۔ پس جب رمضان میں سفر آئے تو روزہ نہ رکھو اور جب رمضان گزر جائے تو جتنے روزے چھٹ گئے ہیں "فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَر" پھر دوسرے دنوں میں اس مدت کو پورا کر لیا کرو۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں یہ نیکی ہے کہ سفر میں بھی روزہ رکھ لیا جائے اور یہ زیادہ بہتر ہے۔ حالانکہ بالکل غلط بات ہے۔

تمام روزہ رکھنے والے جانتے ہیں کہ رمضان کے مہینے میں روزے آسان ہو جاتے ہیں کیونکہ سارے ہی رکھ رہے ہوتے ہیں۔ اس لئے نفس کا بہانہ ہوتا ہے کہ میں نیکی کر کے سفر میں روزے رکھ رہا ہوں۔ نفس بعض دفعہ دھوکہ دیتا ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ سفر کے دوران رمضان میں روزے رکھ لئے جائیں تو وہ آسان ہیں۔

رمضان گزرنے کے بعد پھر وہ روزے پورے کئے جائیں تو یہ مشکل ہے۔ تو وہ اپنی طرف سے نیکی کر رہا ہوتا ہے حالانکہ نفس کے بہانے کے تابع وہ خود دھوکہ کھا رہا ہوتا ہے۔

نیکی، تنگی یا مشکل میں نہیں ہے۔ نیکی اللہ تعالیٰ کی رضا میں ہے۔ جس بات کا اللہ حکم دے اس کو قبول کرو۔ جس کی وہ اجازت دے شوق سے اس اجازت کو استعمال کرو اور یہی انسانی فطرت کا تقاضا ہے۔ بعض دفعہ کسی کو آپ کوئی چیز دیتے ہیں بعض بچے آتے ہیں کہ 'نہیں نہیں رہنے دیں، کوئی ضرورت نہیں'۔ میں نے دیکھا ہے ماں باپ کی لگتا ہے جان نکل گئی ہے فکر سے، وہ ڈانٹتے ہیں۔ 'ضرورت نہیں کیا مطلب؟' لے لو تمہیں خدا نے توفیق دی ہے تمہیں کچھ انعام دیا جا رہا ہے اسے ضائع مت کرو۔ اور یہ انسانی فطرت کی آواز ہے۔ کیونکہ وہ جو تکلف ہے جب کوئی دینے والا ایسا ہو جس سے تمہیں پیار ہو یا جس کے لئے تمہارے دل میں عزت ہو اس کا کچھ عطا کرنا اگر تم قبول کرو تو اس کے لئے خوشی کا موجب ہوتا ہے۔ اگر نہ قبول کرو تو اس کے چہرے پر ملال کے آثار آجاتے ہیں۔ اس کا دل چاہتا ہے میں دے رہا ہوں لے لے۔ اس کو بھی مزہ آئے مجھے بھی مزہ آئے۔

وحدت توحید کی اطاعت سے وابستہ ہے۔ انسانی گھڑیوں کے حساب سے وحدت نہیں بنائی جا سکتی۔ تو انسان کو خدا تعالیٰ نے اپنی فطرت کے مطابق پیدا فرمایا ہے۔ اس کا ایک یہ بھی معنی ہے کہ اگر فطرت سچی اور پاک ہو تو اس کو دیکھ کر خدا کے منشاء کا بھی اندازہ ہو جاتا ہے۔ پس جہاں اللہ تعالیٰ رعایت دے رہا ہے وہاں 'نہیں نہیں جی ہم تو سختی کر سکتے ہیں کوئی بات نہیں' یہ بہت بیوقوفی کی بات ہے۔ اس رعایت کو پیار اور محبت سے سر جھکا کر عشق کے جذبے سے قبول کرو۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو چھ چھ مہینے کے مسلسل روزے رکھے ہیں اور ایسے روزے رکھے ہیں جن میں صبح اور شام کی خوراک اتنی کم ہو چکی تھی کہ ایک عام انسان اس پر زندہ نہیں رہ سکتا اور اس کے باوجود عبادت کی سختیاں۔ تو اس کا فتویٰ ہے یہ، جس کی اپنی عبادتوں کا یہ حال تھا۔ جس کا مطلب ہے کہ لازماً سراسر ایک عشق کے اعلیٰ مقام کا فتویٰ ہے۔ ایک ایسے عارفانہ مقام کا فتویٰ ہے جو جانتا ہے کہ نیکی صرف رضا کے ساتھ تعلق رکھتی ہے جسم کی سختی کے ساتھ نہیں۔ اور روزوں میں بھی جسمانی سختی خدا تعالیٰ کے پیش نظر ہے ہی نہیں اور بہت سی باتیں ہیں جو پیش نظر ہیں مگر تکلیف دینا خدا کے پیش نظر نہیں ہے۔ پس جب خدا فرماتا ہے کہ چھوڑ دو تو چھوڑ دو۔ جب خدا کہتا ہے رکھو تو رکھو۔ پس فرمایا مَنْ كَانَ مَرِيْضًا جو بیمار ہو اَوْ عَلٰى سَفَرٍ یا سفر پر ہو فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَر تو پھر رمضان میں روزے نہ رکھنا، بعد میں رکھ لینا۔

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ۔ اس وہم میں مبتلا نہ ہو کہ سختی کرو گے تو خدا بہت خوش ہوگا۔ اپنی جان کو مصیبت میں ڈالا ہوا ہے تو اللہ بڑا راضی ہو گیا تم مصیبت میں پڑ گئے۔ اللہ تو تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے سختی نہیں چاہتا اور کوئی دوست کسی دوست کے لئے سختی نہیں چاہتا۔ کوئی ماں کسی بچے کے لئے سختی نہیں چاہتی۔ پس یہ مفہوم بھی ہے جو سمجھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کے باوجود ماں صبح جلدی بچے کو اٹھا کر تیاری کرواتی ہے سکول بھجوانے کے لئے۔ روتا پیٹتا بھی رہے تب بھی اس کو زبردستی ٹھیک ٹھاک کر کے سکول بھیج دیتی ہے۔ تو کوئی کہہ سکتا ہے کہ ماں سختی چاہتی ہے۔ اس حد تک سختی لازم ہے جس حد تک جس پر سختی کی جائے یعنی اپنا پیارا وہ اس سختی کا محتاج ہے اور اس کے بغیر وہ فوائد سے محروم رہ جائے۔ پس محبت میں جہاں سختی ہٹائی جا سکتی ہو، ترک کی جا سکتی ہو، محبت کرنے والا کبھی سختی میں نہیں ڈالے گا۔ جہاں سختی لازمہ ہے اس سے گزرے بغیر اپنے محبوب کی بھلائی ممکن نہیں ہے اس حد تک اور صرف اس حد تک سختی ایک پیار کرنے والے سے اپنے پیارے کے اوپر ڈالی جاتی ہے اور یہی عبادتوں کا سارا مفہوم ہے۔ جہاں سختیاں ہیں وہاں اس کے بدلے ضرور آسانیاں مقدر ہیں ورنہ کبھی بھی خدا تعالیٰ انسان پر سختی نہ ڈالتا۔ چنانچہ فرمایا فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا۔ دیکھو عبادت کے مضمون میں یہ بات ہو رہی ہے۔ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ۔ تو عبادت کے تعلق ہی میں یہ بات ہو رہی ہے رمضان کی۔ فرمایا دیکھو جو سختی بھی ہم ڈالتے ہیں، ایک یہ معنی بھی ہے اس آیت کا، لازماً اس کے بعد آسانی آتی ہے اور آسانی کی خاطر سختی ڈالی جا رہی ہے سختی کی خاطر سختی نہیں ڈالی جا رہی۔ پس قرآن کریم کی تمام آیات مسلسل اسی مضمون پر روشنی ڈالتی چلی جا رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ سختی کو پسند نہیں کرتا نہ سختی کی خاطر کسی کو سختی میں مبتلا فرماتا ہے۔ ہاں بعض فوائد ایسے ہیں جو سختی میں سے گزرنے کے بعد آخر پر رکھے گئے ہیں۔ اب زمیندار ہے جو محنت کرتا ہے تو اس کو چھ مہینے یا سال کے بعد آنے والی فصل دکھائی دے رہی ہوتی ہے۔ اس کی خاطر وہ خود اپنے آپ کو مشقت میں ڈالتا ہے۔ اپنا دشمن تو نہیں ہے۔ کوئی شخص اپنا دشمن نہیں ہوا کرتا سوائے اس کے کہ پاگل ہو۔ تو وہاں اس کو دکھائی دے رہا ہے کہ یہ سختی ہی مجھے مناسب ہے۔ یہی مجھے راس آئے گی۔ اور جہاں ہمیں دکھائی نہیں دے رہا ہوتا وہاں اللہ کو دکھائی دے رہا ہوتا ہے۔ پس خدا کی وسیع نظر کے سامنے سر تسلیم خم کریں۔ جو اللہ چاہے جس حد تک سختی ڈالے اسی حد تک قبول کریں اس سے آگے بڑھ کر زبردستی آپ خدا کو راضی نہیں کر سکتے"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹/جنوری ۱۹۹۶ء
مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل جلد ۳
شمارہ ۱۰، ۸/مارچ ۱۹۹۶ء)

بقیہ : اعتکاف از صفحہ نمبر ۴

نہ جائے۔ حالانکہ تلاوت تو کسی عبادت کرنے والے کی راہ میں حائل نہیں ہونی چاہئے کیونکہ عبادت اور تلاوت در حقیقت ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسی آواز میں تلاوت کی آواز بھی باہر نہ جائے کہ دوسرے معتکفین کی راہ میں حائل ہو۔ کیوں ایسا فرمایا۔ ایک راوی بیاضی ہیں جن سے مسند احمد بن حنبل میں یہ روایت مروی ہے اور بیاضی، بیاضہ بن عامر کی طرف نسبت تھی، ان کا اصل نام عبداللہ بن جابر تھا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ان کی روایت ہے کہ اپنے حجرہ سے باہر دوسروں کی طرف نکل کے آئے یعنی چل کر باہر گئے ہیں۔ صاف پتہ چلتا ہے کہ فاصلہ ہے بیچ میں۔ جو نماز ادا کر رہے تھے ان کی قراءت کی آوازیں بلند تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نمازی تو اپنے رب ذوالجلال سے راز و نیاز میں مگن ہوتا ہے۔

اب یہ راز و نیاز کی راتیں تھیں جو رسول اللہ ﷺ گزارا کرتے تھے اور اس راز و نیاز کا لطف کیا تھا یہ بھی اگلی حدیثوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ وہ حدیثیں غلطی سے یہاں ساتھ نہیں رہیں لیکن زبانی میرے ذہن میں جو مضمون ہے وہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ جو اپنے رب سے راز و نیاز کیا کرتے تھے تو دنیا کے سارے دوسرے پردے اٹھ جایا کرتے تھے اور آپ ایسے غرق ہوتے تھے ذکر الٰہی میں اور اس سے ایسی لذت پاتے تھے کہ اس لذت کا بیان ممکن نہیں ہے۔ وہ حدیثیں اس وقت یہاں نہیں ہیں جو میرے ذہن میں ہیں جن کی وجہ سے میں بتا رہا تھا کہ یہ جو فرمایا کہ ایک شخص راز و نیاز میں مصروف ہے اس کے راز و نیاز میں حائل نہ ہو وہ راز و نیاز ایسا تھا کہ اس کے لطف کا کوئی بیان ممکن نہیں ہے۔

آنحضرت ﷺ کو اللہ کے ذکر میں اتنا زیادہ مزہ آتا تھا کہ اس مزے کی کیفیت دوسرے الفاظ میں بیان ہو نہیں سکتی۔ عام انسان جب ذکر الٰہی میں لذت پاتا ہے تو بعض دفعہ خود اپنی کیفیت کو دوسرے کے سامنے بیان نہیں کر سکتا۔ آنحضرت ﷺ کو اللہ سے عشق اور محبت میں جو خلا میسر آیا کرتا تھا وہ کیفیت جیسا کہ میں نے پہلے عرض کر دیا تھا نا ممکن ہے کہ میں بیان کر سکوں، کوئی انسان اسے بیان نہیں کر سکتا۔ ان کیفیات پر رسول اللہ ﷺ کی بعض اور حدیثیں روشنی ڈالتی ہیں مگر اتنا بہر حال یقینی ہے کہ رمضان کی راتوں کے اواخر اور آخری عشرہ میں معتکفین کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے دوسرے ساتھیوں کا خیال رکھیں کیونکہ وہ جس بات میں مخل ہونگے وہ اللہ اور بندے کے راز و نیاز کی باتیں ہیں اور ایسی راز و نیاز کی باتیں ہیں جن کو وہ خود نہیں کھولنا چاہتا"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳/جنوری ۱۹۹۸ء۔ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل لندن ۱۳/مارچ ۱۹۹۸ء)

فرانکفورٹ میں خواتین اور بچیوں کے سِلے اور اَن سِلے ملبوسات کی ورائیٹی کا مرکز

بیلہ بوتیک

ہر موسم کی مناسبت سے ہر موقع کے لئے۔ جلسہ، اجتماع، عید، سالگرہ، شادی بیاہ

شادی بیاہ کی خریداری پر خصوصی رعایت

عید کی خصوصی پیشکش —— سٹاک حاضر ہے

Tel: 069-24279400 & 0170-2128820 Kaiserstr.64 - Laden 29 Frankfurt

Bahnhof سے صرف تین منٹ کے فاصلہ پر

اعتکاف اور اس کے مسائل

(عبدالماجد طاہر۔ لندن)

اعتکاف کے لغوی معنی کسی جگہ میں بند ہو جانے یا ٹھہرے رہنے کے ہیں۔ اسلامی اصطلاح میں "اللبث فی المسجد مع الصوم ونیۃ الاعتکاف" یعنی عبادت کی نیت سے روزہ رکھ کر مسجد میں ٹھہرنے کا نام اعتکاف ہے۔

روزہ کی طرح اعتکاف کا بھی وجود دیگر مذاہب میں ملتا ہے۔ جیساکہ قرآن کریم میں ہے:

"وعھدنا الی ابراھیم واسمٰعیل ان طھرا بیتی للطائفین والعاکفین والرکع السجود"

(البقرہ: ۱۲۶)

ہم نے ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کو تاکیدی حکم دیا تھا کہ میرے گھر (خانہ کعبہ) کو طواف کرنے اور سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک اور صاف رکھو۔

آنحضرت ﷺ کا بعثت سے قبل کے ایام میں دنیوی اشغال سے فارغ ہو کر غار حرا میں یاد خداوندی میں مشغول رہنا بھی ایک رنگ میں اعتکاف ہی تھا۔ اعتکاف انسان جب چاہے اور جس دن چاہے بیٹھ سکتا ہے لیکن رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھنا مسنون ہے۔

آنحضرت ﷺ کے اعتکاف کے بارے میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

"آنحضرت ﷺ کا اپنی وفات تک یہ معمول رہا کہ آپؐ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھا کرتے تھے۔ آپؐ کی وفات کے بعد آپ کی ازواج مطہرات بھی اس سنت کی پیروی کرتی رہیں"۔ (صحیح مسلم، کتاب الاعتکاف باب اعتکاف العشر الاواخر)

آنحضرت ﷺ لیلۃ القدر کی تلاش کرنے والوں کو رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھنے کی ہدایت فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ آپؐ نے ایک موقعہ پر فرمایا کہ "مجھے بتایا گیا ہے کہ لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرہ میں ہے۔ تم میں سے جو شخص اعتکاف بیٹھنا چاہے وہ اس عشرہ میں بیٹھے۔ چنانچہ صحابہؓ آپؐ کے ساتھ آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھتے۔

اعتکاف کتنے دن بیٹھنا چاہئے

اعتکاف کے لئے کوئی میعاد مقرر نہیں۔ یہ بیٹھنے والے کی مرضی پر منحصر ہے، جتنے دن بیٹھنا چاہے بیٹھے۔ تاہم مسنون اعتکاف جو آنحضرت ﷺ کے طرز عمل سے ثابت ہے یہ ہے کہ کم ازکم دس دن کا ہو۔ حدیث میں ہے:

"حضور ﷺ ہمیشہ ماہ رمضان میں دس دن اعتکاف بیٹھا کرتے تھے۔ البتہ جس سال آپؐ کی وفات ہوئی اس سال آپؐ ۲۰ دن کا اعتکاف بیٹھے"۔

الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں (مینجر)

اعتکاف کب شروع ہوگا

اعتکاف بیس رمضان کی نماز فجر سے شروع کرنا چاہئے کیونکہ آنحضرت ﷺ کے بارے میں واضح طور پر موجود ہے کہ آپ دس دن کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے اور دس دن اسی صورت میں مکمل ہوتے ہیں جبکہ ۲۰ رمضان کی صبح کو اعتکاف میں بیٹھا جائے۔ اور عید کا چاند نظر آنے پر معتکف کا اعتکاف مکمل ہو جاتا ہے۔

آنحضرت ﷺ نماز فجر کے بعد اپنے مُعتکف میں قیام پذیر ہو جاتے۔ حضرت عائشہؓ کی روایت ہے: "رسول اللہ ﷺ جب اعتکاف کا ارادہ فرماتے تو نماز فجر ادا کرنے کے بعد اپنے مُعتکف میں جو اس غرض کے لئے تیار کیا جاتا چلے جایا کرتے تھے"۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

"اعتکاف بیسویں کی صبح کو بیٹھتے ہیں۔ کبھی دس دن ہو جاتے ہیں اور کبھی گیارہ"۔

(الفضل ۳/نومبر ۱۹۱۴ء)

اعتکاف کس جگہ پر کیا جا سکتا ہے

اعتکاف کے لئے موزوں اور مناسب جگہ جامع مسجد ہے۔ جیساکہ قرآن میں ذکر ہے:

"و انتم عاکفون فی المساجد"

کیونکہ مساجد ہی اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کی عبادت کے لئے مخصوص ہیں اور احادیث میں مسجد میں ہی اعتکاف بیٹھنے کی تاکید ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

"لااعتکاف الّا فی مسجد جامع"

(ابوداؤد کتاب الاعتکاف باب المعتکف یعود المریض)

سارے آئمہ اس رائے پر متفق ہیں کہ اعتکاف ایسی مسجد میں ہو سکتا ہے جس میں باجماعت نماز ہوتی ہو۔ گو مجبوری کی بناء پر مسجد کے باہر بھی اعتکاف ہو سکتا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

"مسجد سے باہر اعتکاف ہو سکتا ہے مگر مسجد والا ثواب نہیں مل سکتا۔ جب باقاعدہ عام مسجد میسر نہ آئے مثلاً کہیں اکیلا احمدی رہتا ہے یا مقامی جماعت کے افراد کسی دوست کے گھر میں نماز ادا کرتے ہیں تو ایسی صورت میں اپنے گھر میں ایسی جگہ جو نماز کے لئے عام طور پر مخصوص کر لی گئی ہو اعتکاف بیٹھ سکتے ہیں۔ مجبوری کی حالت کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور وہ بندے کی نیت کے مطابق اعمال کا ثواب دیتا ہے۔

عورت بھی مسجد میں اعتکاف بیٹھ سکتی ہے لیکن اگر کسی جگہ مسجد نہیں یا مسجد میں عورت کی رہائش کا معقول اور مناسب انتظام نہیں تو گھر میں نماز کے لئے ایک الگ جگہ مخصوص کر کے وہاں اعتکاف بیٹھنا اس کے لئے زیادہ بہتر ہے۔ اعتکاف کے دوران اگر عورت کے مخصوص ایام شروع ہو جائیں تو وہ اعتکاف ترک کر دے۔ اس حالت میں اس کا مسجد میں رہنا درست نہیں ہوگا۔

کیا اعتکاف کے لئے روزہ شرط ہے؟

عام حالات میں اعتکاف کے لئے روزہ ضروری شرط ہے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ روزہ کے بغیر اعتکاف درست نہیں۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں "لا اعتکاف الا بالصوم" کہ روزہ کے بغیر اعتکاف نہیں ہے۔ آیت کریمہ "ثم اتمّوا الصّیام الی اللیل ولا تباشروھن وانتم عاکفون فی المساجد" کا انداز بیان بھی اسی مسلک کی تائید کرتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ تصریح کہیں نہیں ملتی کہ آنحضرت ﷺ یا آپؐ کے صحابہ کبھی روزہ کے بغیر اعتکاف بیٹھے ہوں۔ صحابہؓ میں سے حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابن عمرؓ اور آئمہ میں سے امام مالکؒ، امام ابو حنیفہؒ امام اوزاعیؒ کا یہی مسلک ہے کہ اعتکاف کے لئے روزہ ضروری ہے۔

مُعتکف کن ضروریات کے لئے مسجد سے باہر جا سکتا ہے

معتکف کے لئے حوائج ضروریہ کے علاوہ کسی اور وجہ سے مسجد سے باہر نکلنا جائز نہیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ اعتکاف کی حالت میں سوائے انسانی حاجت کے گھر میں نہیں آتے تھے۔ (یہ امر یاد رہے کہ آنحضرت ﷺ کا گھر مسجد کے ساتھ ملحق تھا)۔

کلی انقطاع اعتکاف کا اعلیٰ درجہ ہے۔ حضرت عائشہؓ فرمایا کرتی تھیں کہ سنت یعنی آنحضرت ﷺ کے طریق کی متابعت یہ ہے کہ معتکف مسجد سے باہر نہ نکلے۔ نہ بیمار کی عیادت کے لئے اور نہ ہی جنازہ میں شامل ہونے کے لئے۔ ہاں حوائج ضروریہ کے لئے باہر جا سکتا ہے۔

(ابوداؤد، کتاب الصیام، باب المعتکف یعود المریض)

انسانی حاجت سے مراد کیا ہے؟ اس کا ایک مفہوم بیت الخلاء جانا ہے۔ اس مفہوم پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ یہ ایسی ضرورت ہے جس کے لئے مسجد سے باہر آنا ضروری ہے۔ اسی طرح اگر محلّہ کی مسجد میں اعتکاف بیٹھا ہے تو جمعہ پڑھنے کے لئے جامع مسجد جانے کی بھی اجازت ہے اور اسے بھی حاجت انسانی سمجھا گیا ہے۔ اس کے علاوہ باقی ضروریات مثلاً درس القرآن یا اجتماعی دعا میں شامل ہونے، کھانا کھانے، نماز جنازہ پڑھنے، کسی عزیز کی بیمار پرسی کرنے یا کسی کی مشایعت کے لئے باہر آنے کی اجازت میں اختلاف ہے۔ اکثر ان اغراض کے لئے مسجد سے باہر آنے کو جائز نہیں سمجھتے اور اعتکاف کی روح بھی اس امر کی متقاضی ہے کہ ان ثانوی اغراض کے لئے معتکف مسجد سے باہر نہ آئے بلکہ کلی انقطاع کی کیفیت اپنے اوپر وارد کرنے کی کوشش کرے اور اس قسم کی ترغیبات اور خواہشات کی قربانی دینے کا اپنے آپ کو عادی بنائے۔

تاہم بعض فقہاء نے کہا ہے کہ حوائج ضروریہ میں کچھ وسعت ہے۔ بعض اور ضرورتوں کے لئے معتکف مسجد سے باہر جا سکتا ہے۔ بعض روایات سے بھی اشارۃً اس کی تائید ہوتی ہے کہ انسان کسی اور ضرورت کے پیش نظر بھی مسجد سے باہر جا سکتا ہے۔ مثلاً ایک بار حضرت صفیہؓ رات کو آپؐ سے ملنے گئیں اور دیر تک باتیں کرتی رہیں اور جب واپس ہوئیں تو آپؐ انہیں گھر تک پہنچانے آئے حالانکہ یہ گھر مسجد سے کافی دور تھا۔

(ابوداؤد، باب المعتکف یدخل البیت لحاجۃ)

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں:

"جب بھی قضائے حاجت کے لئے گھر آتی اور گھر میں کوئی بیمار ہوتا تو چلتے چلتے اس کی طبیعت پوچھ لیتی"۔

(ابن ماجہ، کتاب الصوم باب فی المعتکف یعود المریض)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عیادت مریض کے جواز کے بارہ میں جو لکھا ہے اسکا بھی غالباً یہی مطلب ہے کہ ایسے رنگ میں عیادت جائز ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ایک سوال پیش ہوا کہ معتکف اپنے دنیوی کاروبار کے متعلق بات کر سکتا ہے یا نہیں۔ تو آپؑ نے فرمایا: "سخت ضرورت کے وقت کر سکتا ہے اور بیمار کی عیادت کے لئے اور حوائج ضروریہ کے واسطے باہر جا سکتا ہے"۔ (بدر ۲۱/ فروری ۱۹۰۷ء)

بعض باتیں ایسی بھی ہوتی ہیں کہ انسان کو ان کے کرنے یا نہ کرنے کا اختیار ہوتا ہے لیکن اگر ان کو کیا جائے تو پھر ضروری شرائط کے ساتھ ان کی بجا آوری مشروط ہے۔ اعتکاف کا بھی یہی حال ہے۔ آپ چاہیں تو اعتکاف بیٹھیں اور چاہیں تو اپنے حالات کے پیش نظر ترک کریں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ مسنون اعتکاف کی نیت سے اعتکاف بھی بیٹھیں اور پھر اپنی مرضی کو بھی اس میں دخل انداز ہونے دیں۔

پس مسنون اعتکاف وہی ہے جو آنحضرت ﷺ کے طریق کے مطابق ہو اور جو حدیثوں سے ثابت ہو اور وہ یہ ہے کہ رمضان کا آخری عشرہ آپؐ مسجد میں روزہ سے گزارتے اور حوائج ضروریہ کے علاوہ باقی کسی ضرورت سے مسجد سے باہر نہ آتے۔

TOWNHEAD PHARMACY
31 Townhead Kirkintilloch
Glasgow G66 1NG
FOR ALL YOUR
PHARMAECUTICAL NEEDS
Tel: 0141-211-8257
Fax: 0141-211-8258

فضائل درود شریف

تعارف کتاب "رسالہ درود شریف"

مصنفہ حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب حلال پوری رضی اللہ عنہ۔

(مرزا نصیر احمد چٹھی مسیح)

درود شریف کے فضائل کے بارہ میں ہماری جماعت کے ایک بزرگ عالم محترم حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب فاضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک کتابچہ بعنوان "رسالہ درود شریف" تصنیف فرمایا تھا۔ اس وقت اس مختصر مضمون میں اسی کتابچہ سے استفادہ مقصود ہے۔ محترم مولانا صاحبؓ موصوف ضلع سرگودھا کے ایک گاؤں حلال پور کے رہنے والے تھے۔ آپ کی پیدائش ۱۸۸۰ء کے لگ بھگ ہوئی۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور سے آپ نے مولوی فاضل کیا بعد ازاں دہلی جاکر آپ نے علم طب بھی حاصل کیا۔ تاہم طبابت کے پیشہ میں داخل نہیں ہوئے۔ غالباً ۱۹۰۷ء میں آپ نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا اور پھر ۱۹۰۹ء میں آپ مستقلاً قادیان میں ہی منتقل ہو گئے۔ اور ۴۰-۱۹۳۹ء میں وفات پاکر بہشتی مقبرہ قادیان میں مدفون ہوئے۔ آپ کو علمی میدان میں جماعت کی بیش بہا خدمات کی سعادت نصیب ہوئی۔ جامعہ احمدیہ قادیان کے پروفیسر اور وائس پرنسپل اور پھر پرنسپل بھی رہے علاوہ ازیں لمبا عرصہ جماعت کے مفتی بھی رہے۔ رسالہ درود شریف آپ نے ۱۹۳۴ء میں تصنیف فرمایا تھا۔ اور پھر جن احباب اور بزرگان نے اس کی تیاری و طباعت وغیرہ میں آپ سے کسی بھی رنگ میں تعاون فرمایا تھا ان سب احباب کی فہرست اس میں درج کر کے ان سب کی طرف سے نیز اپنی طرف سے یہ رسالہ بطور ہدیہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی المصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت پائی۔ ان تمام بزرگان سلسلہ کی تعداد ۱۸۰ تھی۔ اور ان میں صحابہ کرام حضرت مسیح موعود علیہ السلام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے علاوہ کبار تابعین کی بھی ایک بڑی تعداد شامل تھی۔ ان میں سے ایک تو خود حضرت مولانا صاحب مصنفؓ کے صاحبزادہ استاذی المکرم محترم مولانا محمد احمد صاحب جلیل ہیں جو خود بھی جامعہ احمدیہ کے پروفیسر اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مفتی رہ چکے ہیں اور آج کل اپنے صاحبزادہ ڈاکٹر مبشر احمد سلیم صاحب کے پاس برمنگھم میں مقیم ہیں۔ نیز اس فہرست میں مندرج متعدد بزرگان کی اولادیں بھی آج کل یہاں انگلستان میں آباد ہیں۔ اگرچہ اس سے قبل درود شریف کے فضائل پر متعدد کتب اسلامی تاریخ میں پائی جاتی ہیں مگر یہ کتابچہ اس لحاظ سے منفرد ہے کہ اس میں سیدنا حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کے ارشادات پر بنیاد رکھتے ہوئے سیدنا حضرت اقدس امام مہدی و مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے خلفاء عظام کے فرمودات اور آپ کے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تجربات بھی درج ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ امت محمدیہ ﷺ کے لاکھوں افراد نے درود شریف سے دینی و دنیاوی روحانی طور سے فائدہ اٹھایا ہے۔ لیکن حقیقت میں درود شریف کی حقیقی برکت اور فضیلت سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی دنیا کو روشناس کرایا ہے۔ آپ ہی کے ذریعہ سے آج ہمیں آنحضرت ﷺ کے محاسن اور احسانات کا پتہ ملا اور آپ ہی کے ذریعہ آج رسول کریم ﷺ کا نورانی چہرہ اپنی حقیقی شان کے ساتھ دنیا کے سامنے جلوہ گر ہوا۔

اس کتاب میں حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحبؓ نے آغاز میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ حمد الٰہی و مناجات بزبان عربی و فارسی اور پھر مدح نبوی ﷺ بھی بزبان عربی فارسی اور اردو درج فرمائی ہے۔ اس کے بعد درود شریف کے بارہ میں قرآنی ارشاد اور وحی و کشوف و رؤیائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نیز آپ کے ارشادات اور تعلیمات درج کئے ہیں جو تین حصوں پر مشتمل ہیں۔ یعنی ۱۔ ہدایات ۲۔ برکات ۳۔ فضائل۔ اس کے علاوہ مختلف قسم کے درود جو آپ کی تحریرات اور ملفوظات میں درج ہیں وہ بھی تحریر فرمادئے ہیں۔ ان کی تعداد ۱۳ ہے۔ (یہ امر ذہن نشین رہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سب سے افضل اُسی درود کو قرار دیا ہے جو ہم روزانہ اپنی نمازوں میں پڑھتے ہیں)۔ احادیث نبویہ ﷺ میں بیان شدہ برکات و فضائل درود شریف پر بھی ایک الگ باب ہے۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کے بیان فرمودہ بعض درود بھی مندرج ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نیز حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہما اور بعض دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بھی بعض ارشادات درج شدہ ہیں۔ اور پھر آخر میں خود حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پر درود بھیجنے کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کی وحی اور اس کی تشریحات بھی درج ہیں۔ (یہاں یہ امر یاد رکھنا چاہئے کہ آنے والے مسیح اور مہدی کے بارہ میں خود رسول کریم ﷺ نے بھی خبر دیتے ہوئے "صلی اللہ علیہ وسلم" کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔) اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حضرت مولوی صاحب موصوف رضی اللہ عنہ کو اس کتابچہ کی تصنیف کی بہترین جزا عطا فرمائے۔ آپ کے درجات بلند فرمائے اور آپ کی اولاد پر بھی اپنے ہر قسم کے افضال کا سلسلہ جاری رکھے۔ آمین۔

یہ کتابچہ اب نایاب ہے تاہم احباب کے استفادہ کیلئے اس کے بعض حصے نقل کر کے شائع کئے جارہے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ تا درود شریف کی برکت سے ہمیں اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ پیدا ہو اور پھر درود شریف ہی کی برکت سے ان ذمہ داریوں کی ادئیگی کی توفیق اور سعادت نصیب ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"یقیناً کوئی فیض بدوں وساطت آنحضرت ﷺ کے دوسروں تک پہنچ ہی نہیں سکتا.......... جو اللہ تعالیٰ کا فیض اور فضل حاصل کرنا چاہتا ہے اس کو لازم ہے کہ وہ کثرت سے درود شریف پڑھے تاکہ اس فیض میں حرکت پیدا ہو"۔ (رسالہ درود شریف صفحہ ۷۹ بحوالہ الحکم ۲۸/فروری ۱۹۰۳ء)

(خاکسار نے حوالہ کیلئے رسالہ درود شریف کے صفحہ نمبر کے علاوہ اصل ماخذ کا حوالہ بھی بعض جگہ درج کر دیا ہے)۔

درود شریف کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ہونے والی وحی کے الفاظ

"وأمر بِالمَعْرُوفِ وَانْه عن المنكر وَصَلِّ عَلى مُحَمَّد وَآلِ مُحَمَّد. اَلصَّلوٰةُ هُوَالمُرَبِّي"

ترجمہ۔ نیک کاموں کی طرف راہنمائی کر اور برے کاموں سے روک اور محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ پر درود بھیج۔ درود ہی تربیت کا ذریعہ ہے۔

(رسالہ صفحہ ۶۰۔ براہین احمدیہ جلد سوم صفحہ ۲۴۲)

"صَلِّ عَلى مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ سَيِّدِ وُلْدِ آدَمَ وَ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ. ترجمہ۔ درود بھیج محمد اور آل محمد پر جو سردار ہے آدم کے بیٹوں کا اور خاتم الانبیاء ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ سب مراتب اور تفضلات اور عنایات اسی کی طفیل سے ہیں اور اسی سے محبت کرنے کا صلہ ہے۔ سبحان اللہ! اس سرور کائنات کے حضرت احدیت میں کیا ہی اعلیٰ مراتب ہیں اور کس قسم کا قرب ہے کہ اس کا مُحب خدا کا محبوب بن جاتا ہے اور اس کا خادم ایک دنیا کا مخدوم بنایا جاتا ہے.......... اس مقام پر مجھ کو یاد آیا کہ ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل و جان اس سے معطر ہو گیا۔ اسی رات خواب میں دیکھا کہ فرشتے آب زلال کی شکل پر نور کی مشکیں اس عاجز کے مکان میں لئے آتے ہیں اور ایک نے ان میں سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تو نے محمد کی طرف بھیجی تھے صلی اللہ علیہ وسلم۔

"ایسا ہی عجیب ایک اور قصہ یاد آیا ہے کہ ایک مرتبہ الہام ہوا جس کے معنے یہ تھے کہ ملاء اعلیٰ کے لوگ خصومت میں ہیں۔ یعنی ارادہ الٰہی احیاء دین کیلئے جوش میں ہے۔ لیکن ہنوز ملاء اعلیٰ پر شخص مُحی کی تعیین ظاہر نہیں ہوئی اس لئے وہ اختلاف میں ہے۔ اسی اثنا میں خواب میں دیکھا کہ لوگ ایک مُحی کو تلاش کرتے پھرتے ہیں اور ایک شخص اس عاجز کے سامنے آیا اور اشارہ سے اس نے کہا هٰذا رَجُلٌ يُحِبُّ رَسُوْلَ اللهِ۔ یعنی یہ وہ آدمی ہے جو رسول اللہ سے محبت رکھتا ہے۔ اور اس قول سے یہ مطلب تھا کہ شرط اعظم اس عہدہ کی محبت رسول ہے سو وہ اس شخص میں متحقق ہے۔

"اور ایسا ہی الہام متذکرہ بالا میں جو آل رسول پر درود بھیجنے کا حکم ہے سو اس میں بھی یہی سرّ ہے کہ افاضہ انوارِ الٰہی میں محبت اہل بیت کو بھی نہایت عظیم دخل ہے اور جو شخص حضرت احدیت کے مقربین میں داخل ہوتا ہے وہ انہی طیبین طاہرین کی وراثت پاتا ہے اور تمام علوم و معارف میں ان کا وارث ٹھہرتا ہے"۔

(رسالہ درود شریف صفحہ ۶۱-۶۰ براہین احمدیہ جلد چہارم صفحہ ۵۰۲-۵۰۳)

"كُلُّ بَرَكَةٍ مِّنْ مُّحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيه وَسَلَّم فَتَبَارَكَ مَنْ عَلَّمَ وَ تَعَلَّم". ہر ایک برکت محمد ﷺ کی طرف سے ہے۔ پس بڑا مبارک وہ ہے جس نے تعلیم دی اور جس نے تعلیم پائی"۔

(رسالہ مذکورہ صفحہ ۶۵ بحوالہ حقیقت الوحی صفحہ ۷۰)

درود شریف کی برکت سے مصائب سے نجات اور کامل شفا

"ایک مرتبہ میں ایسا سخت بیمار ہوا کہ میرا آخری وقت سمجھ کر مجھ کو مسنون طریقہ سے تین دفعہ سورۃ یٰسین سنائی گئی اور میری زندگی سے سب مایوس ہو چکے تھے"۔ (نزول المسیح صفحہ ۲۰۷)۔

"تب ایسا ہوا کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے مصائب سے نجات پانے کیلئے بعض اپنے نبیوں کو دعائیں سکھلائی تھیں۔ مجھے بھی خدا نے الہام کر کے ایک دعا سکھلائی اور وہ یہ ہے:

"سُبْحَانَ اللهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْم اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ"

(تریاق القلوب صفحہ ۳۷)

"اور القاء ہوا کہ دریا کے پانی میں جس کے ساتھ ریت بھی ہو ہاتھ ڈالا اور یہ کلمات طیبہ پڑھ اور اپنے سینہ اور پشت سینہ اور دونوں ہاتھوں اور منہ پر اس کو پھیر کہ تو اس سے شفا پائے گا۔ چنانچہ اس پر عمل کیا گیا اور ابھی پیالہ ختم نہ ہونے پایا تھا کہ مجھے بکلی صحت ہو گئی پھر یہ الہام ہوا وَاِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلىٰ عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِشِفَاءٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ یعنی اگر تمہیں اس نشان میں شک ہو جو ہم نے شفا دے کر دکھایا ہے تو تم اس کی نظیر پیش کرو"۔

(نزول المسیح صفحہ ۲۰۷۔ رسالہ درود شریف صفحات ۶۳ تا ۶۵)

مکتوب بنام حضرت قاضی ضیاء الدین صاحب قاضی کوٹی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

"آپ کا پُر درد و غم خط مجھ کو ملا آپ صبر

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact: Anas Ahmad Khan

204 Merton Road London SW18 5SW

Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156

Fax: 0181-871-9398

کریں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے صابر بندے صبر کرتے ہیں خدا تعالیٰ ان غموں سے اور ان پریشانیوں سے نجات دے گا اور درود شریف بہت پڑھیں تا کہ اس کی برکات آپ پر نازل ہوں"۔

(رسالہ مذکورہ صفحہ ۸۳

منقول از تشحیذ الاذہان جلد ۱ شمارہ ۴)

روایت حضرت شاہزادہ عبدالمجید خان صاحب لدھیانوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مبلغ تہران۔ ایران

"جب یہ عاجز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کر چکا تو حضور نے فرمایا کہ مشکلات کے وقت بعد نماز عشاء دو رکعت نماز قضائے حاجت ادا کر کے سو دو سو دفعہ یا اس سے کم و بیش استغفار اور ایسا ہی سو دو سو دفعہ یا کم و بیش درود شریف پڑھ کر خوب دعا مانگو۔ اللہ تعالیٰ حاجتوں کو نہیں اٹکاوے گا۔

چنانچہ ہر رات بندہ ایسا ہی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خواب میں لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا کے ماتحت حل مشکلات اور قضائے حاجات کی بشارت دے دیتا ہے اور دن میں اس کا ظہور ہو جاتا ہے۔ **فالحمد لله علی ذالك**"۔

(صفحہ ۸۳ مکتوب حضرت شاہزادہ صاحب ممدوح بنام حضرت پیر منظور محمد صاحب مصنف یسرنا القرآن ۲۸ دسمبر ۱۹۲۶)

روایت حضرت حافظ نبی بخش صاحبؓ آف فیض اللہ چک

"میں نے متعدد مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سنا ہے کہ درود شریف تمام فیوض کے حصول کی کلید ہے اور یہ کہ جو مشکل اور حاجت پیش آئے اس کیلئے درود کا پڑھنا اس کے حل ہونے کا ذریعہ ہے"۔ (رسالہ درود شریف صفحہ ۲۱۷)

بہترین وظیفہ

روایت حضرت مولوی غلام حسین صاحب ڈنگویؓ

"ایک دفعہ میں نے عرض کیا کہ میرے والد صاحب چشتیائی طریق سے تعلق رکھتے ہیں اس لیے میرا بھی اس طریق کے وظائف کی طرف میلان رہا ہے بلکہ کسی حد تک اب بھی ہے۔ پس حضور مجھے کوئی وظیفہ بتائیں جو میں پڑھا کروں۔ فرمایا "ہمارے ہاں تو ایسا کوئی وظیفہ نہیں ہے ہاں استغفار بہت کیا کریں اور حضرت نبی کریم ﷺ کے احسانات کو یاد کر کے آپ پر کثرت سے درود بھیجا کریں بس یہی وظیفہ ہے"۔

درود شریف کیلئے وقت کس طرح نکالا جائے

روایت حضرت شیخ کرم الٰہی صاحب پٹیالویؓ

"ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد مبارک میں مع خدام کھانا کھا رہے تھے اور میں دستر خوان پر حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھا تھا حضرت مولوی صاحب ممدوح نے آہستہ سے مجھ سے پوچھا کہ نماز مغرب کے بعد کتنا وقت گزرا ہو گا میں نے کہا قریباً ایک گھنٹہ۔ آپ نے فرمایا کہ جب ہم کسی شخص کو درود شریف یا استغفار کیلئے کہتے ہیں تو اکثر لوگ عدیم الفرصتی اور وقت کی کمی کا عذر کر دیتے ہیں۔ مگر یہ عذر درست نہیں۔ دیکھو ہم حضرت صاحب کی باتیں بھی توجہ سے سنتے رہے ہیں اور اس ایک گھنٹہ کے قریب وقت میں ہم نے پانچ سو مرتبہ درود شریف بھی پڑھا ہے"۔ شیخ صاحب لکھتے ہیں کہ "میں نے اس زریں اصول کی پابندی سے بفضلہٖ تعالیٰ بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ اور اگر غفلت یا شامتِ اعمال حائل نہ ہو تو اس طرح سے انسان تضییع اوقات سے بہت حد تک بچ سکتا ہے۔ وباللہ التوفیق"۔ (رسالہ درود شریف صفحہ ۲۲۰)

دنیا و آخرت کے محمود ہونے کا ذریعہ

مکتوب بنام حضرت چوہدری رستم علی صاحبؓ

"آپ کیلئے دعا کی ہے خدا تعالیٰ دنیا و آخرت محمود کرے۔ بعد نماز عشاء درود شریف بہت پڑھیں۔ اگر تین سو مرتبہ درود شریف کا ورد مقرر رکھیں تو بہتر ہے اور بعد نماز صبح اگر ممکن ہو تو تین سو مرتبہ استغفار کا ورد رکھیں۔ والسلام خاکسار غلام احمد"

(رسالہ درود شریف صفحہ ۷۸ مکتوبات جلد ۵ نمبر ۳)

روایت حضرت صوفی نبی بخش صاحبؓ

متوطن راولپنڈی۔ سابق کلرک ریلوے لاہور

"مجھے ۱۸۸۶ء میں ایک مشکل کے وقت نماز عشاء کے بعد تین سو بار درود شریف پڑھنا الہاماً بتلایا گیا جس پر عمل کرنے سے امید سے بڑھ کر کامیابی ہوئی۔ اس کے بعد جلد ہی بیعت کرنے پر میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں اس واقعہ کا ذکر کیا۔ حضور نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے مگر اس کے ساتھ تین سو بار استغفار کا اضافہ کریں اور عشاء کی نماز کے بعد اسے پڑھا کریں"۔

(رسالہ درود شریف صفحہ ۸۴۔۸۵)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک اہم ارشاد

"سورۃ الحمد میں اللہ تعالیٰ نے دعا کرنے کا طریق سکھایا ہے۔ جب انسان کو کوئی امر پیش آجائے تو چاہئے کہ تازہ وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے۔ استغفار کرے اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ بخشوائے۔ رسول کریم ﷺ پر درود بھیجے۔ پھر اپنے مطلب کی دعا مانگے خواہ اپنی زبان میں ہو۔ انشاء اللہ قبول ہو گی۔ دعا نماز کے اندر بھی سلام پھیرنے سے پہلے مانگنی چاہئے"۔

(رسالہ درود شریف صفحہ ۲۲۰)

احادیث نبوی ﷺ میں مذکورہ بعض برکات درود شریف

تنگی دور ہونے کا ذریعہ:

"حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا اور مجھ پر درود بھیجنا تنگی کے دور ہونے کا ذریعہ ہے"۔ (رسالہ مذکورہ صفحہ ۱۱۷)

دماغی پریشانی کا علاج:

حضرت عبداللہ بن ابی رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ، آزاد فرمودہ آنحضرت ﷺ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کسی شخص کو (دماغی پریشانی کے باعث) سوائے پریشان سی آواز کے (جو مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی سی ہوتی ہے) اور کچھ نہ سنائی دے تو وہ میرے تعلق اور میرے احسانات کو یاد کر کے مجھ پر درود بھیجے (اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کی پریشانی کو دور کر کے اسے چین بخشے گا)۔

(رسالہ مذکورہ صفحہ ۱۱۷)

کمیٔ صدقہ و خیرات کی تلافی کا ذریعہ:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس شخص کے پاس صدقہ دینے کیلئے کچھ نہ ہو تو وہ مجھ پر یوں درود بھیجے۔

"اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ"۔ (رسالہ مذکورہ صفحہ ۱۱۸)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تعلیم فرمودہ بعض درود

متعدد صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی درخواست پر کہ آنحضرت ﷺ پر کن الفاظ میں درود پڑھا جائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام زبانی یا تحریری طور پر ایک تو نماز والا درود سکھلاتے اور فرماتے کہ یہی سب سے افضل ہے یا کوئی اور مختصر سا درود سکھلا دیتے ان میں سے بعض درج ذیل ہیں۔

۱۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ اَفْضَلِ الرُّسُلِ وَ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ. (صفحہ ۹۵)

۲۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمْ.

۳۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ بَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. (صفحہ ۹۳)

(اس درود کے متعلق حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ اس درود شریف کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ مجددیت سے قبل بھی اور اس کے بعد بھی ہزارہا مرتبہ پڑھا اور اس کے پڑھنے سے حضور پر بہت برکات اور معارف نازل ہوئے (صفحہ ۹۳)

۴۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ (صفحہ ۹۴)

۵۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ بِعَدَدِ هَمِّهٖ وَغَمِّهٖ وَحُزْنِهٖ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ وَاَنْزِلْ عَلَيْهِ اَنْوَارَ رَحْمَتِكَ اِلَى الْاَبَدِ. (صفحہ ۹۶)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر درود بھیجنے کے بارہ میں وحی الٰہی

"يَحْمَدُكَ اللّٰهُ مِنْ عَرْشِهٖ نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي" (خدا عرش پر تیری تعریف کرتا ہے ہم تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرے پر درود بھیجتے ہیں)۔ (رسالہ صفحہ ۲۲۳)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی موجودگی میں حضرت مولانا عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار خطبہ جمعہ میں فرمایا: "اس وقت آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے کی دو ہی صورتیں ہیں۔ اول یہ کہ مسلمان اتباع سنت کریں اور تقویٰ و طہارت اختیار کریں۔ اور پھر جو آنحضرت ﷺ کو زندہ نبی ثابت کرنے کیلئے آیا ہے یعنی مسیح موعودؑ اس کی امداد و نصرت کیلئے سب اکٹھے ہو جائیں اور سب مل کر اس کے واسطے دعائیں کریں۔ درود شریف پڑھتے وقت جب عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ کہیں تو یقیناً یاد رکھیں کہ اس آخری زمانہ میں مسیح موعود اور اس کے متبعین اسی آل میں داخل ہیں"۔ (رسالہ درود شریف صفحہ ۲۲۵)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک اہم ارشاد

"آنحضرت ﷺ کے بعد ہم پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بھی بے شمار احسانات ہیں اس لئے درود میں ان کو بھی شامل کرنا چاہئے۔ ایک یہی کیا کم احسان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہم پر ہے کہ آپ کے ذریعہ سے آنحضرت ﷺ کا پتہ ہم کو ملا.......... جو شخص کثرت سے درود پڑھتا ہے وہ نہ صرف آنحضرت ﷺ پر درود پڑھے بلکہ اس درود میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی شامل کرے"۔ (رسالہ صفحہ ۲۲۷)

حضرت سیّدہ اُمّ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک روایت

"میں نے ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سوال کیا تھا کہ آپ پر درود کن الفاظ میں بھیجا جائے جس پر حضور نے یہ الفاظ ارشاد فرمائے تھے۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ خُلَفَاءِ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَسَلَّمْ"۔ (رسالہ صفحہ ۲۳۱)

روایت حضرت مولوی غلام محمد خان افغان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

"ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں اس مضمون کا عریضہ لکھا تھا کہ حضور پر درود کس طرح بھیجا جائے جس کا جواب حضور نے اپنے دست مبارک سے تحریر فرما کر بھیجا تھا اور اس میں حضور نے آپ پر درود بھیجنے کیلئے یہ الفاظ لکھے تھے۔ (یہ روایت الفضل جلد ۲ نمبر ۶ میں بھی مختصراً شائع ہو چکی ہے)۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى عَبْدِكَ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ وَ بَارِكْ وَسَلِّمْ.

(رسالہ درود شریف صفحہ ۲۳۲)

یہ چند اقتباسات اس نیت سے درج کیے ہیں تا ایک طرف ان تمام بزرگان سلسلہ کیلئے جنہوں نے بے حد محنت کر کے ہمارے لیے یہ بیش بہا خزانے ترتیب دئے ہیں، دعاؤں کی تحریک ہو۔ دوسری طرف ہم سب کو ان خزائن کی طرف توجہ پیدا ہو اور ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرتے ہوئے ان سے استفادہ کا حق ادا کرنے کی توفیق پانے والے بنیں۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔ آمین۔ ثم آمین۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

بقیہ: درس القرآن از صفحہ نمبر ۲

ایک اور لطیف نکتہ حضورؒ نے فرمایا اور وہ یہ کہ رسول کریمؐ کسی بھی وقت فوت ہو سکتے تھے لیکن ۲۳ سال تک قرآن کریم نازل ہوتا رہا اور تکمیل ہوتی رہی۔ آخر مکمل ہو گیا۔ آخر وقت تک آنحضورؐ کا باوجود ہر طرح کی مخالفتوں کے زندہ اور محفوظ رہنا معجزہ تھا چنانچہ اس طرح تکمیل دین ہوئی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ آگے بہت سی دیگر آیات ایسی ہیں جن کی تفسیر مفسرین نے یہاں بیان نہیں کی۔ اس لئے انشاءاللہ اس مرتبہ ہم سورۃ المائدہ ختم کر کے اگلی سورۃ الانعام میں داخل ہو جائیں گے۔

آج چونکہ اتوار کا روز تھا اس لئے آخر میں پندرہ بیس منٹ کے لئے سوالات کی اجازت تھی جن کے جوابات حضور انور نے ارشاد فرمائے۔ ان کا خلاصہ اپنے الفاظ میں درج ذیل ہے۔

☆...... حضور نے کل کے درس میں فرمایا تھا کہ شاہ ولی اللہ شاہ محدث دہلوی کے نزدیک پانچ آیات منسوخ تھیں۔ وہ کونسی آیات ہیں؟

حضور نے فرمایا کہ ان کے بارہ میں تفصیل اگلے ہفتہ پیش فرمائیں گے۔

☆......عمرہ کے لئے احرام باندھ کر نکلنے کا کہا گیا ہے۔ لیکن اگر کسی کی نیت ہو کہ پہلے دن تھکاوٹ یا کسی مجبوری کی بناء پر عمرہ پہلے روز نہیں شروع کر سکتے تو احرام باندھ کر چلنا چاہئے یا بعد میں باندھا جا سکتا ہے؟

حضور انور نے فرمایا یہ تو ضروری نہیں کہ مکہ مکرمہ پہنچتے ہی عمرہ شروع کر دیا جائے۔ اگر تھکاوٹ یا کسی مجبوری کی بناء پر پہلے روز نہیں شروع کر سکتے تو کوئی حرج نہیں ہے احرام بہرحال باندھ کر چلنا چاہئے۔ احرام کی حالت میں آرام کرنا تو منع نہیں ہے۔

☆...... قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے ایسے جانوروں کو حرام قرار دیا ہے جو وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ،اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کے نام پر ذبح کئے گئے ہوں۔ لیکن اگر کسی جانور کو بغیر کسی کا نام لئے ذبح کیا جاتا ہے تو کیا وہ حلال ہوگا؟

حضور نے فرمایا: جو جانور بھی غیر اللہ کے نام پر ذبح نہ کیا گیا ہو اور اس کا خون اچھی طرح بہا دیا گیا ہو اس پر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر کھایا جا سکتا ہے۔ آنحضور ﷺ کو بھی بعض مرتبہ گوشت تحفہ میں آتا تھا جس کے بارے میں پتہ نہیں ہوتا تھا کہ اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے یا نہیں تو آپؐ بِسْمِ اللّٰهِ پڑھ کر کھا لیا کرتے تھے۔

☆......پانی کے تمام جانوروں کو حلال قرار دیا گیا ہے۔ کیا ایسے جانور جو دوسرے جانوروں کو کھا جاتے ہیں کیا وہ بھی حلال ہیں؟

حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس میں تمیز نہیں فرمائی۔ البتہ بعض پانی اور زمین کے درمیان کے جانور ہیں۔ مثلاً مینڈک یا مگرمچھ۔ اب مگرمچھ کو زندہ رہنے کے لئے محض پانی کے اندر رہنا ضروری نہیں ہے۔ اس لئے ایسے جانوروں کو پانی کی نسبت خشکی کے جانور کہنا زیادہ مناسب ہوگا۔

☆...... بعض جانور جن کو Rabies ہو اور وہ جس دوسرے جانور کو کاٹیں تو کیا زخمی جانور کو ذبح کر کے کھانے سے Rabies انسان میں منتقل نہیں ہو جائے گی؟

حضور ایدہ اللہ نے درس میں موجود بعض ڈاکٹر صاحبان سے پتہ کیا تو مکرم ڈاکٹر شبیر احمد صاحب بھٹی نے عرض کیا کہ محض کاٹنے سے Rabies منتقل نہیں ہوگی بلکہ اس کے لئے خون کا تبادلہ ضروری ہوتا ہے۔ چنانچہ حضور نے فرمایا کہ اس طرح یہ سوال درست نہیں رہتا۔

☆...... کیا آنحضرت ﷺ کے خلفاء کے زمانہ میں اسی طرح قرآن کریم کا درس ہوا کرتا تھا؟

حضور نے فرمایا غالباً اس طرح نہیں ہوتا تھا کیونکہ اس وقت ایسی ضرورت محسوس نہیں کی گئی تھی۔ اس طرح رمضان المبارک میں درس قرآن کا سلسلہ جماعت احمدیہ میں شروع کیا گیا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ بڑے لمبے عرصہ تک درس دیتے رہے جو بعد میں تفسیر کبیر کی صورت میں شائع بھی ہو چکا ہے۔ اس سے قبل علماء اور مفسرین وقتاً فوقتاً صبح و شام درسوں میں مصروف رہتے تھے لیکن اس طرح رمضان میں جماعت احمدیہ میں سلسلہ شروع کیا گیا تھا۔

☆......اس معاشرہ میں بہت سی بیماریاں پائی جاتی ہیں تو پھر یہ لوگ کیونکر لمبی عمر پاتے ہیں؟

حضور نے فرمایا: لمبی عمر پانے کے لئے دراصل بہت سے دیگر عوامل بھی کارفرما ہوتے ہیں مثلاً انہیں طبی سہولیات بہت ملتی ہیں وغیرہ۔ اس لئے جہاں ایک طرف منفی پہلو ہوتا ہے وہاں دوسری طرف بہت سے مثبت پہلو بھی موجود ہیں۔ مثلاً سگریٹ نوشی سے منع کیا جاتا ہے تو یہ کہا جاتا ہے کہ اگر تم سگریٹ نوشی سے باز آجاؤ گے تو تمہیں دل کے حملے وغیرہ امراض کے خطرات کم ہونگے اور زیادہ لمبی عمر کا امکان ہوگا۔ یہ اسی طرح ہے کہ اگر زہر بھی کھاتے جائیں تو عمر کم ہوتی جائے گی۔

☆......اللہ تعالیٰ نے شیطان کو کتنی قوت دی ہے کہ وہ انسان کو بہکا سکے؟

فرمایا: خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں پر شیطان کو غلبہ کی قوت نہیں دی کہ وہ انہیں بہکا سکے۔ تھوڑا بہت تو شیطان وسوسے ڈالتا رہتا ہے۔ سب سے اعلیٰ ترین اس لحاظ سے وسوسوں سے بچنے والے انسان آنحضورؐ تھے۔ آپؐ نے فرمایا کہ شیطان خون کی رگوں میں دوڑتا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ کے بھی ایسے ہے؟ فرمایا ہاں لیکن میرا شیطان مسلمان ہو چکا ہے۔ اس لئے یہ بہکاوا تو قیامت تک رہے گا۔ اپنے شیطان کو مسلمان بنانے کی کوشش کریں۔

☆......اگر یہ پتہ نہ ہو کہ ذبح کے وقت سارا خون بہہ گیا ہے تو کیا پھر بھی بسم اللہ پڑھ کر کھا سکتے ہیں؟

حضور نے فرمایا اگر یقین نہ ہو تو گوشت کو خود اچھی طرح دھو کر صاف کر لینا چاہئے اور بسم اللہ پڑھ کر کھا سکتے ہیں۔ البتہ خون جو بہہ رہا ہو اسے ہرگز نہیں کھانا چاہئے بلکہ اچھی طرح صاف کرنا چاہئے۔

حضور ایدہ اللہ نے اس ضمن میں فرمایا کہ یہاں یہ رواج ہے کہ ہوٹلوں میں Steak کھائیں اور اگر اس سے خون رِس رہا ہو تو اسے بہت اچھا سمجھا جاتا ہے لیکن جب میں یہاں پڑھا کرتا تھا میں کہا کرتا تھا کہ مجھے Over Done چاہئے۔ اس طرح اچھی طرح پکا کر دیتے تھے۔

☆...... آنحضور ﷺ نے شاہ نجاشی کی نماز جنازہ پڑھی تھی۔ کیا کسی دیگر فرد کے بارہ میں بھی ثابت ہے کہ آنحضورؐ نے اس کی نماز جنازہ غائب پڑھائی ہو؟

حضور نے فرمایا کہ شاہ نجاشی نے تو سورۃ مریم کی تلاوت کے وقت زمین سے تنکا اٹھا کر کہا تھا کہ اس میں حضرت عیسیٰؑ کے متعلق جو بیان کیا گیا ہے اس سے اتنا بھی میں فرق نہیں سمجھتا۔ اس لئے یہ پتہ چلا کہ وہ بھی اسلامی عقائد سے متفق تھا اور اسلام اختیار کر چکا تھا۔ ان کے علاوہ کسی دوسرے کی نماز جنازہ غائب حضورؐ نے پڑھائی یا نہیں اس کے بارہ میں تحقیق کر کے انشاءاللہ آئندہ ہفتے بتاؤں گا۔

☆......ایک سوال کے جواب میں حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ عیسائی بھی اس زمانہ سے پہلے سے ہی مُردوں کو دفن کیا کرتے تھے اور اس کی واضح مثال حضرت عیسیٰؑ کی کشمیر میں قبر ہے۔

☆......پاکستان میں مختلف مساجد میں بینرز لگائے دیکھے گئے ہیں جن پر لکھا ہوا تھا کہ اس مسجد میں پانچ دن یا بعض میں دس دن تراویح ہوگی۔ یہ کہاں تک جائز ہے؟

فرمایا: یہ تو ان سے پوچھنا چاہئے تھا کہ یہ نئی بات انہوں نے کہاں سے نکالی ہے؟ کیا آپ نے ان سے پوچھا تھا؟ جب جواب نفی میں ملا تو حضور نے لطیفہ سناتے ہوئے فرمایا کہ آپ کا تو حال اسی طرح ہے کہ ایک شخص کھمبے کی روشنی میں کوئی چیز تلاش کر رہا تھا۔ اس سے کسی نے پوچھا کہ بھائی کیا تلاش کر رہے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ سوئی گم ہو گئی ہے۔ وہ تلاش کر رہا ہوں۔ اس نے پوچھا کیا تمہیں یقین ہے کہ سوئی یہیں گم ہوئی تھی۔ تو اس نے کہا کہ گم تو گھر میں ہوئی تھی لیکن وہاں روشنی نہیں تھی اس لئے یہاں روشنی میں تلاش کر رہا ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ چونکہ ان مولویوں کے پاس روشنی نہیں ملتی اس لئے آپ نے یہاں روشنی دیکھ کر سوال کر دیا ہے۔ (مرتبہ: منیرالدین شمس)

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

ضروری تصحیح

الفضل انٹرنیشنل کے گزشتہ شمارہ نمبر ۵۱۔ مورخہ ۱۷/دسمبر ۱۹۹۹ء کے صفحہ نمبر ۴ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی الہامی دعائیں کے عنوان کے تحت دوسری دعا کے آخر پر سہو کتابت سے الہام کے الفاظ غلط درج ہو گئے ہیں۔ اصل الفاظ یوں ہیں:

"وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِشِفَاءٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ"

براہ کرم اس کے مطابق درستی فرمالیں۔

بقیہ: مشکلات کی کنجی از صفحہ ۱۶

علت غائی ہے۔

درحقیقت جیسا حضرت اقدس نے فرمایا تھا کہ اسی قدر وظیفہ پڑھو گے تو مرد بن جاؤ گے یہ وظیفہ اور نماز ہی ایسی نکلی کہ بہت مشکل اس کا ادا کرنا ہو گیا اور جب ادا ہوا تو خدا کے فضل سے وہ لذت و سرور اور ذوق و شوق اور کشف حقائق ہوا کہ جو بیان سے باہر ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ اس کو آگے بیان کروں گا۔ ہاں میں نے عرض کیا تھا کہ درود شریف کونسا پڑھا جاوے۔ فرمایا جو درود یاد ہو۔ میں نے عرض کیا کہ آپ اپنی زبان سے فرمادیں تو فرمایا کہ جو نماز میں التحیات کے بعد پڑھا جاتا ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ"

(تذکرۃ المہدی حصہ اول صفحہ ۱۴۸، ۱۵۲)

نماز اور سکینت

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

جب نماز کھڑی ہو جائے تو اس میں دوڑ کر شامل نہ ہوا کرو بلکہ وقار اور سکینت سے چل کر آؤ۔ نماز کا جو حصہ امام کے ساتھ مل جائے پڑھ لو اور جو رہ جائے اسے بعد میں پورا کر لو۔

(صحیح بخاری کتاب الجمعہ باب المشی الی الجمعة)

☆......☆......☆

روزہ اور جھوٹ

"مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَ شَرَابَهٗ"

(بخاری کتاب الصوم باب من لم يدع قول الزور والعمل به في الصوم)

یعنی جو شخص روزہ میں جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی کیا ضرورت ہے۔

IMMIGRATION LAW, ASYLUM,
NATIONALITY, IMMIGRATION APPEALS
& EMPLOYMENT LAW MATTERS
THAMES LAW CHAMBERS
Immigration & Employment
Argyll House All Saints Passage
Wandsworth High Street
London SW18 1EP
Tel: 020 8874 7008 + 8877 9393
Fax: 020 8874 0665. Mobile: 0958 440790

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ اپنے رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

حضرت سیدہ امّ طاہر صاحبہ

حضرت سیدہ مریم بیگم صاحبہؓ (حضرت سیدہ امّ طاہر) کا ذکر خیر قبل ازیں الفضل انٹرنیشنل ۹؍فروری ۹۶ء اور ۳؍جنوری ۹۷ء کے اسی کالم میں کیا جاچکا ہے۔ آپؓ کے بارہ میں ایک اور مضمون روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۳ و ۱۴؍اپریل ۱۹۹۰ء میں مکرمہ صائمہ مریم صاحبہ کے قلم سے شامل اشاعت ہے جس میں بیان شدہ اضافی مضمون ذیل میں پیش ہے۔

حضرت سیدہ مریم بیگم صاحبہؓ کے والد حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب موضع کلر سیداں کلاں ضلع راولپنڈی سے تعلق رکھتے تھے اور والدہ حضرت سیدہ سعیدۃ النساء صاحبہؓ تھیں جن کی وفات ۱۹۲۳ء میں پچپن برس کی عمر میں ہوئی۔ حضرت سیدہ مریم بیگم صاحبہؓ بمقام رعیہ ضلع سیالکوٹ ۱۹۰۵ء میں پیدا ہوئیں۔ ابھی دو اڑھائی برس کی تھیں کہ آپؓ کا نکاح ۳۰؍اگست ۱۹۰۷ء کو حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحبؓ فرزند حضرت مسیح موعودؑ سے کر دیا گیا جن کی عمر اس وقت آٹھ سال اور چند ماہ تھی۔ صاحبزادہ صاحبؓ بہت نیک اور حلیم الطبع تھے اور حضرت مسیح موعودؑ کو آپؓ سے خاص محبت اور انس تھا۔ آپؓ جب بیمار ہوئے تو کسی نے خواب دیکھا کہ آپؓ کی شادی ہو رہی ہے۔ یہ خواب سن کر حضورؑ نے فرمایا کہ ایسی خواب کی تعبیر تو موت ہے مگر اسے ظاہری رنگ میں پورا کر دینے سے بعض دفعہ تعبیر ٹل جاتی ہے۔ چنانچہ حضرت صاحبزادہ صاحبؓ کا رشتہ طے پا گیا لیکن چند دن بعد آپؓ کی وفات ہو گئی۔ حضرت مریم بیگمؓ کے بیوہ رہ جانے کے بعد حضرت اقدسؑ نے ایک دفعہ یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ یہ لڑکی ہمارے گھر میں ہی آئے تو اچھا ہے۔ اگرچہ حضورؑ کی زندگی میں تو ایسا نہ ہو سکا لیکن حضورؑ کی خواہش اور ارشاد کے تحت ۷؍فروری ۱۹۲۱ء کو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ساتھ حضرت سیدہ صاحبہ کے نکاح کا اعلان مسجد مبارک قادیان میں ہوا۔

حضرت سیدہ مریم بیگم صاحبہؓ کی اولاد میں تین بیٹیاں اور ایک بیٹے حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز شامل ہیں۔ آپؓ نے اپنے اکلوتے بیٹے کو خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف بھی کیا اور تڑپ تڑپ کر دعائیں بھی کیں کہ یہ بیٹا عابد و زاہد و خادم دین بنے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور حضرت مسیح موعودؑ کے عشق میں سرشار ہو۔ حضرت مصلح موعودؓ نے بھی ایک بار یہ اظہار کیا کہ "طاہری، مریم مرحومہ کی دلی آرزوؤں کا بہترین ثمر ہے۔ ان کو اس بات کی تڑپ تھی کہ ان کا یہ اکلوتا بیٹا صحیح معنوں میں دین کا خادم ہو"۔

مالی قربانیاں:- حضرت امّ طاہر کی مالی قربانیاں ممتاز حیثیت رکھتی ہیں۔ نومبر ۲۳ء میں آپؓ نے ایک ہزار روپے حق مہر، ایک ہزار روپے نقد اور ایک سو اسّی روپے کے زیور کے چھٹے اور ترکہ کے دسویں حصہ کی وصیت کی جسے مئی ۲۷ء میں بڑھا کر ایک تہائی کر دیا۔ آپؓ تحریک جدید کے دفتر اول کے مجاہدین میں شامل تھیں۔ مسجد فضل لندن کی تعمیر کے لئے آپؓ نے چودہ روپے نقد کے علاوہ طلائی زیور سمیت ڈیڑھ سو روپیہ دیا۔ ۳۱ء میں مسجد فضل لندن کی تعمیر و مرمت کیلئے جب احمدی مستورات نے دس ہزار روپیہ مزید پیش کیا تو اس میں بھی آپؓ کا چندہ شامل تھا۔ جلسہ سالانہ کے لئے اسّی دیگوں کیلئے چندہ کی تحریک پر آپؓ نے بھی لبیک کہا۔ ۳۹ء میں جوبلی فنڈ کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان کی خواتین نے دس ہزار روپیہ دیا جس میں آپؓ نے دو سو روپے پیش کئے۔ جنگ عظیم دوم کے آثار پیدا ہونے پر جب حضرت مصلح موعودؓ نے پانچ سو من غلہ کی فراہمی کی تحریک فرمائی تو آپؓ نے پانچ من غلہ پیش کیا۔

جماعتی خدمات:- حضرت سیدہ ہر قسم کی جماعتی خدمات میں پیش پیش رہیں۔ آپؓ جون ۱۹۳۰ء میں نصرت گرلز ہائی سکول کی نگران کمیٹی کی رکن مقرر ہوئیں۔ ۳۰ء اور ۳۱ء کے جلسہ سالانہ پر آپؓ نے بطور منتظمہ خدمات سرانجام دیں۔ ۳۰ء کے جلسہ سالانہ پر "عورتوں کی اصلاح خود اُن کے ہاتھ میں" کے موضوع پر تقریر کی۔ ۳۳ء میں بحیثیت سیکرٹری لجنہ اور منتظمہ سالانہ رپورٹ پیش کی۔ ۳۶ء میں حضورؓ کی ہدایت پر محلہ وار کمیٹیاں قائم کرنے کا اہتمام آپؓ نے کیا۔ ۳۷ء میں سیرۃ النبیؐ کے جلسے آپؓ کے مکان میں منعقد کئے جاتے رہے اور اشاعت مصباح کے لئے قائم کمیٹی کا اجلاس آپؓ کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ ۳۹ء میں خلافت جوبلی کے موقعہ پر آپؓ کی زیر نگرانی صحابیات نے سوت کاتا۔ ۴۳ء میں بحیثیت صدر لجنہ آپؓ نے حضرت مصلح موعودؓ کے ہمراہ دہلی کا دورہ بھی کیا۔

محبت الٰہی و عشق رسول:- حضرت سیدہؓ کو خدا اور رسول خدا سے انتہائی محبت تھی۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کا بیان ہے کہ مَیں نے ایک بار آپؓ کو یہ حدیث سنائی کہ "آنحضرت ﷺ سے آپؐ کے ایک صحابیؓ نے قیامت کے متعلق سوال کیا تو آپؐ نے پوچھا کہ تم نے اس کے لئے کوئی تیاری بھی کی ہے؟ انہوں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! اگر تیاری سے نماز اور روزہ مراد ہے تو مَیں کچھ کہہ نہیں سکتا۔ ہاں مَیں یہ جانتا ہوں کہ مَیں اپنے دل میں خدا اور اس کے رسول کی سچی محبت رکھتا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اگر یہ درست ہے تو مَیں تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ انسان اپنی محبوب ہستیوں سے جدا نہیں کیا جائے گا"۔ یہ حدیث سُن کر حضرت سیدہؓ کا چہرہ خوشی سے تمتما اٹھا اور وہ بے ساختہ کہنے لگیں کہ مَیں بھی اپنے دل کو ایسا ہی پاتی ہوں۔

خدمت خلق:- حضرت سیدہؓ بے کسوں، یتیموں اور مساکین سے گہری ہمدردی رکھتی تھیں۔ وفات سے ایک سال پہلے ڈلہوزی میں رمضان کے مہینے میں باوجود بیماری کے حضورؓ کے تمام عملے کے لئے سحری کے وقت اپنے ہاتھ سے پراٹھے پکایا کرتی تھیں۔ بھینس رکھنے کا شوق تھا اور بڑی کثرت سے لوگ چھاچھ لینے آیا کرتے تھے۔ غرباء اور معذوروں کی چھاچھ میں مکھن بھی ڈال دیا کرتی تھیں۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: "جب کوئی نازک موقعہ آتا مَیں یقین کے ساتھ ان پر اعتبار کر سکتا تھا...... ضرورت کے وقت راتوں کو اس میری محبوبہ نے میرے ساتھ کام کیا اور تھکان کی شکایت نہیں کی"۔

علمی ذوق و شوق:- حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ آپؓ علمی باتوں کا مزہ خوب لیتی تھیں۔ جمعہ کے دن اگر کسی خاص مضمون پر خطبہ کا موقعہ ہوتا تھا تو واپسی میں اس یقین سے گھر میں گھستا تھا کہ مریم کا چہرہ چمک رہا ہوگا اور وہ جاتے ہی تعریفوں کے پُل باندھ دیں گی اور کہیں گی کہ آج بہت مزہ آیا اور یہ میرا قیاس شاذ ہی غلط ہوتا تھا۔ مَیں دروازے پر اُنہیں منتظر پاتا۔ خوشی سے ان کے جسم کے اندر ایک تھرتھراہٹ پیدا ہو رہی ہوتی تھی۔

علالت و وفات:- حضرت سیدہؓ کو پہلے بچہ کی پیدائش پر ہی اندرونی بیماری ہو گئی جو ہر بچہ کی پیدائش پر اور سخت کام کرنے پر بڑھ جاتی تھی۔ ہرچند چوٹی کے ڈاکٹروں سے علاج کروایا مگر صرف عارضی افاقہ ہوا۔ چونکہ طبیعت حساس تھی اس لئے کئی دفعہ بیہوشی کے دورے بھی پڑتے جس سے اندرونی اعضاء کو مزید صدمہ پہنچتا۔ ۱۹۴۲ء میں آپ کو دل کی تکلیف ہوئی۔

حضرت مصلح موعودؓ حضرت سیدہؓ کے آخری وقت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "اس وقت میرا دل چاہتا تھا کہ ابھی چونکہ زبان اور کان کام کرتے ہیں مَیں ان سے کچھ محبت کی باتیں کر لوں۔ مگر مَیں نے فیصلہ کیا کہ اب یہ اِس جہان کی روح نہیں، اُس جہان کی ہے۔ اب ہمارا تعلق اس سے ختم ہے۔ اب صرف اپنے رب سے اس کا واسطہ ہے۔ اس واسطہ میں خلل ڈالنا اس کے تقدس میں خلل ڈالنا ہے۔ مَیں نے چاہا کہ انہیں بھی آخری وقت کی طرف توجہ دلاؤں تا کہ وہ ذکر الٰہی میں مشغول ہو جائیں مگر صاف طور پر کہنے سے ڈرتا تھا کہ ان کا کمزور دل کہیں ذکر الٰہی کا موقعہ آنے سے پہلے ہی نہ بیٹھ جائے۔ آخر سوچ کر مَیں نے ان سے اس طرح کہا کہ مریم! مرنا تو ہر ایک نے ہے۔ دیکھو اگر مَیں پہلے مر جاؤں تو مَیں اللہ تعالیٰ سے درخواست کروں گا کہ وہ کبھی کبھی مجھ کو تمہاری ملاقات کی اجازت دیا کرے اور اگر تم پہلے فوت ہو گئیں تو پھر تم اللہ تعالیٰ سے درخواست کرنا کہ وہ تمہاری روح کو کبھی کبھی مجھ سے ملنے کی اجازت دیدیا کرے اور مریم! اس صورت میں تم میرا آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعودؑ سے سلام کہنا۔ اس کے بعد مَیں نے کہا مریم! تم بیماری کی وجہ سے قرآن نہیں پڑھ سکتیں، آؤ مَیں تم کو قرآن کریم پڑھ کر سناؤں"۔ پھر حضورؓ نے سورہ رحمان اور اس کا ترجمہ پڑھا تو حضرت سیدہؓ نے آہستہ آواز میں کہا "اور پڑھیں"۔ تب حضورؓ نے سورۃ یٰسین پڑھنی شروع کی۔ حضورؓ فرماتے ہیں "انہوں نے مجھ سے کہا میرے پیارے! تو مَیں نے اُن سے کہا اب وہ وقت ہے کہ تم کو میرا پیار بھی بھول جانا چاہئے، اب صرف اسی کو یاد کرو جو میرا بھی ہے اور تمہارا بھی پیارا ہے۔ اور مَیں نے مختلف دعاؤں کو پڑھنا شروع کیا اور ان سے کہا کہ وہ اسے دہراتی جائیں۔ کچھ عرصہ کے بعد مَیں نے دیکھا کہ ان کی زبان اب خود بخود اذکار پر چل پڑی ہے۔ چہرہ پر ملائمت پیدا ہو گئی اور علامات سے ظاہر ہونے لگا جیسے کہ خدا تعالیٰ کو سامنے دیکھ کر ناز سے اس کے رحم کی درخواست کر رہی ہیں۔ نہایت میٹھی اور پیاری اور نرم آواز سے انہوں نے بار بار یَاحَیُّ یَا قَیُّومُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ کہنا شروع کیا......"۔

حضرت سیدہؓ نے ۵؍مارچ ۱۹۴۴ء کو صرف ۳۸ برس کی عمر میں وفات پائی۔ حضرت سیدہؓ کی وفات پر آپؓ کی اولاد نے کمال صبر و رضا کا نمونہ پیش کیا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد (ایدہ اللہ) اُن دنوں میٹرک کا امتحان دے رہے تھے اور اگلی صبح ریاضی کا پرچہ تھا۔ جب آپ کو اپنی والدہ محترمہ کے انتقال کی خبر ملی تو آپ خاموشی اور سکون کا مجسمہ بن گئے اور ایک حد تک آنسو بہا کر فرمایا کہ چند روز ہوئے خواب میں امّی نے کہا کہ مَیں اس چراغ کی طرح ہوں جو بجھنے سے پہلے ڈگمگا رہا ہو۔

حضرت سیدہؓ کی سب سے چھوٹی بیٹی صاحبزادی امۃ الجمیل صاحبہ صرف سات سال کی تھیں۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: "اسے مَیں نے دیکھا کہ ہائے امی، ہائے امی کہہ کر چیخیں مار کر رو رہی ہے۔ مَیں اس بچی کے پاس گیا اور اسے کہا جمی جمی! امی اللہ میاں کے گھر گئی ہیں۔ وہاں ان کو زیادہ آرام ملے گا۔ اللہ میاں کی یہی مرضی تھی کہ اب وہ وہاں چلی جائیں۔ دیکھو رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے، تمہارے دادا ابا فوت ہو گئے، کیا تمہاری امی اُن سے بڑھ کر تھی۔ میرے خدا کا سایہ اس بچی سے ایک منٹ کے لئے جدا نہ ہو۔ میرے اس فقرہ کے بعد اس نے امی کے لئے آج تک کوئی چیخ نہیں ماری اور یہ فقرہ سنتے ہی بالکل خاموش ہو گئی"۔

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission

24/12/99 - 30/12/99

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone on +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344

Friday 24th December 1999
15Ramadhan 1420

00.05	Tilawat, News
00.35	Children's Corner: Workshop (R)
01.00	Darsul Quran (R)
02.30	Liqa Ma'al Arab, No.414 (R)
03.30	Programme about Ramadhan (R)
03.55	Urdu Class: Lesson No.132 (R)
04.55	Homeopathy Class, No. 86 (R)
06.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.45	Children's Corner: Workshop (R)
07.15	Quiz: 'History Of Ahmadiyyat No.19 (R)
07.50	Siraiky Programme: Friday Sermon Rec: 23.10.98
08.55	Liqa Ma'al Arab: Session No. 414 (R)
10.00	Urdu Class: Lesson No. 132 (R)
11.00	Indonesian Service: Tilawat, Hadith,.....
11.30	Bengali Service: Various programmes
12.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
12.50	Darood Shareef
13.00	Friday Sermon
14.00	Documentary
14.15	Mulaqat: With Huzoor and Young Lajna Rec: 14.11.99
15.25	Friday Sermon: With Hazoor (R)
16.25	Children's Corner: Class No.10 Part 2
16.55	German Service:
18.05	Tilawat, Dars ul Hadith
18.25	Urdu Class: Lesson No.133 Rec: 29.12.95
19.45	Liqa Ma'al Arab: No.415 Rec: 16.06.98
20.40	Belgian Programme:Children's Class No.13
21.10	Medical Matters: "Joint pain" Host: Dr Mujeeb ul Haq Khan Sahib
21.50	Friday Sermon: (R)
22.55	Mulaqat with Huzoor with young lajna (R) Rec: 14.11.99

Saturday 25th December 1999
16Ramadhan 1420

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.40	Children's Corner: Class No. 10, Part 2 Presentation of MTA Canada
01.15	Liqa Ma'al Arab: No.415 Rec: 16.06.98
02.10	Weekly Preview
02.20	Friday Sermon: (R)
03.25	Urdu Class: Session No. 133(R) Rec: 29.12.95
04.30	Computers For Everyone: Part No.29
05.00	Mulaqat: Huzoor and Young Lajna Rec: 14.11.99
06.05	Tilawat, Darsul Hadith, Preview, News
07.10	Children's Corner: No. 10 , Part 2 (R) Presentation of MTA Canada
07.40	Mauritian Programme
08.10	Liqa ma'al Arab No.415 Rec:16.06.98
09.10	Urdu Class: Session No. 133(R) Rec: 29.12.95
10.15	Indonesian Service: Tilawat, Children's....
11.15	Dars-ul Quran LIVE
13.05	Tilawat, News, Nazm
13.50	Bengali Service: Various Items
15.05	Mulaqat: Huzoor and Atfal Rec: 17.11.99
16.00	Tilawat, Dars ul Hadith
16.25	Children's corner
16.55	German Service
18.05	Tilawat, A talk on Ramadhan
18.25	Urdu Class: Lesson No: 134 Rec: 30.12.95
19.25	Weekly Preview
19.35	Liqa Ma'al Arab: Session No. 416 Rec: 17.06.98
20.40	Philosophy of the Teachings of Islam Presented by Munir Adilbi Sahib
21.15	Dars ul Quran (1999) (R) Rec: 25.12.99 With Hadhrat Khalifatul Masih IV
22.30	Ramadhan Programme
23.05	Mulaqat: With Huzoor and Atfal (R)

Sunday 26th December 1999
17 Ramadhan 1420

00.05	Tilawat, News
00.40	Quiz: Khutbat-e-Imam (R)
01.05	Dars ul Quran (1999): (R) Rec: 25.12.99
02.15	Programme about Ramadhan
02.25	Canadian Horizons: Children's Class No.28
03.25	Darsul Hadith
03.40	Urdu Class: Lesson No.134 (R) Rec:30.12.95
04.45	Preview of the week
04.55	Seerat-un-Nabi(saw)
05.05	Mulaqat: Huzoor and Atfal (R) Rec: 17.11.99
06.05	Tilawat, News, Preview
06.50	Quiz: Khutbat-e-Imam (R)
07.10	Q/A Session: Rec:22.11.98
07.45	Weekly Preview
08.00	Liqa Ma'al Arab: Session No. 416(R) Rec: 17.06.98
09.05	Urdu Class: Lesson No. 134 (R)
10.05	Programme about Ramadhan
10.15	Indonesian Service, Various programmes
11.15	Dars ul Quran LIVE
12.30	Dars ul Hadith
13.05	Tilawat, News
13.40	Friday Sermon (R)
14.40	Bengali Service: Various Programmes
15.05	Rencontre Avec Les Francophones: Rec: 01.11.99
16.05	Weekly Preview
16.15	Tilawat, Dars ul Hadith
16.30	Children's Class: with Huzoor
16.55	German Service
18.05	Tilawat, Programme about Ramadhan
18.25	Urdu Class: Session No.135 Rec: 31.02.95
19.15	Weekly Preview
19.25	Liqa Ma'al Arab
20.25	Moshaira: Part 1
20.10	Dars ul Qur'an (1999). (R)
22.25	Ramadhan Programme
22.45	Seerat-un-Nabi(saw)
22.55	Rencontre Avec Les Francophones Rec:01.11.99 (R)

Monday 27th December 1999
18 Ramadhan 1420

00.05	Tilawat, News
00.35	Children's Class: with Huzoor (R)
01.05	Dars ul Quran (1999) : (R)
02.20	Programme about Ramadhan
02.40	Liqa Ma'al Arab
03.40	Dars Malfoozat
03.50	Urdu Class: Session No. 135(R) Rec:31.12.95
04.55	Rencontre Avec Les Francophones (R
06.05	Tilawat, News
06.35	Children's Class: With Huzoor (R)
07.10	Q/A Session: With Huzoor Rec:28.11.98
08.10	Liqa Ma'al Arab: Session No. 420 (R) Rec: 07.07.98
09.10	Urdu Class: Lesson No.135 (R)
10.10	Indonesian Service: Friday Sermon With Indonesian Translation
11.15	Dars ul Quran LIVE
12.30	Dars Malfoozat
12.40	Programme about Ramadhan
13.05	Tilawat, News
13.55	Bengali Service: Various Items
15.00	Mulaqat: Huzoor and German Speakers Rec: 20.11.99
15.40	Documentary
16.05	Tilawat, Dars Malfoozat
16.25	Children's Class:With Huzoor, No.45, Part 1, Rec:2.12.95
16.55	German Service:
18.05	Tilawat, Dars Malfoozat
18.30	Urdu Class: Lesson No.136 Rec: 05.01.96
19.40	Liqa Ma'al Arab: Session No.421 Rec: 08.07.98
20.35	Turkish Item: Talk about fasting
21.15	Dars ul Quran (1999): (R)
22.30	Ramadhan Programme
22.50	Mulaqat: Huzoor and German Speakers Rec: 20.11.99
23.54	Documentary

Tuesday 28th December 1999
19 Ramadhan 1420

00.05	Tilawat, News
00.30	Children's Class: with Huzoor Class No. 45 Part 1 (R)
01.00	Dars ul Quran (1999): (R) Rec: 27.12.99
02.35	Liqa Ma'al Arab: Session No.421 Rec. 08.07.98 (R)
03.50	Urdu Class: Lesson No.136 Rec. 05.01.96 (R)
05.15	Mulaqat: Huzoor and Young Lajna Rec: 20.11.99
06.05	Tilawat, News
06.30	Children's Class: with Huzoor Class No.45 Part 1 (R)
07.00	Pushto Programme: Friday Sermon Rec: 03.07.98
08.10	Liqa Ma'al Arab: Session No.421 Rec. 08.07.98 (R)
09.05	Dars ul Hadith
09.10	Urdu Class: Lesson No. 136 (R)
10.10	Indonesian Service: Various Items (R)
11.15	Dars ul Quran LIVE With Hadhrat Khalifatul Masih IV
12.30	Sharu Ramadhan
13.05	Tilawat, News
14.00	Bengali Service: Various Items
15.00	Mulaqat: Huzoor and Bengali Speakers Rec: 16.11.99
16.05	Tilawat
16.25	Children's Corner: Workshop Produced by MTA Pakistan
16.55	German Service: Various Items
18.05	Tilawat
18.30	Urdu Class: Lesson No.137 Rec: 06.01.96
19.40	Liqa Ma'al Arab: Session No.422 Rec: 06.01.98
20.40	Norwegian Programme: Education and Upbringing of Children
21.15	Dars ul Quran (1999) (R) Rec: 28.12.99
22.50	Mulaqat: Huzoor and Bengali Speakers Rec. 16.11.99

Wednesday 29th December 1999
20Ramadhan 1420

00.05	Tilawat, News
00.35	Children's Corner: Workshop (R)
01.05	Dars ul Quran Rec. 28.12.99 (R)
02.20	Shahre Ramadhan
02.35	Liqa Ma'al Arab: Session No.422 Rec.9.7.98 (R)
03.35	Dars Malfoozat
03.45	Urdu Class: Lesson No.137 Rec. 6.1.96
04.55	Mulaqat: Huzoor and Bengali Speakers Rec: 16.11.99
06.05	Tilawat, News
06.40	Children's Corner: Workshop (R)
07.10	Swahili Programme: Muzakra No. 3 Host: Maulana Abdul Basit Shahid Sahib
08.05	Liqa Ma'al Arab: Session No.422 Rec. 9.7.989 (R)
09.05	Urdu Class: Lesson No.137 Rec. 06.01.96
10.10	Indonesian Service: Tilawat,....
11.15	Dars ul Quran LIVE With Hadhrat Khalifatul Masih IV Rec. 29.12.99
12.30	Shahre Ramadhan
12.45	Dars Malfoozat
13.05	Tilawat, News
13.50	Bengali Service: Various Items
15.15	Majlis e Irfan: With Huzoor Rec: 19.11.99
16.15	Dars Malfoozat
16.25	Children's Corner: Guldasta Production of MTA Pakistan
16.55	German Service: Various Items
18.05	Tilawat
18.25	Urdu Class: Lesson No.138 Rec: 7.1.96
19.35	Liqa Ma'al Arab: Session No.423 Rec:14.07.98
20.35	MTA France: Aurore
21.15	Dars ul Quran (1999): (R) Rec: 2.12.99
22.35	Ramadhan Programme
23.15	Majlis e Irfan With Huzoor. Rec. 19.11.99(R)

Thursday 30th December 1999
21Ramadhan 1420

00.05	Tilawat, News
00.35	Children's Corner: Guldasta (R)
01.10	Dars ul Quran (1999): (R)
02.25	Shahre Ramadhan
02.40	Liqa Ma'al Arab: Session No.423 Rec.14.07.98 (R)
03.40	Dars-e-Hadith
03.55	Urdu Class: Lesson No. 138 Rec. 7.1.96
05.15	Majlis e Irfan Rec. 19.11.99(R)
06.05	Tilawat, News
06.40	Children's Corner: Guldasta (R)
07.10	Sindhi Programme: Friday Sermon Rec: 19.02.99
08.15	Liqa Ma'al Arab: Session No.423 Rec.14.7.98 (R)
09.15	Urdu Class: Lesson No. 138 Rec. 7.1.96(R)
10.10	Indonesian Service: Various Items
11.45	Dars ul Quran LIVE With Hadhrat Khalifatul Masih IV Rec.23.12.99
12.30	Shahre Ramadhan
13.05	Tilawat, News
13.40	Muzakhara No. 5
14.00	Bengali Service: Friday Sermon by Huzoor Rec: 14.05.99
15.05	Homeopathy Class: Lesson No.87
16.15	Dars -e-Hadith
16.30	Children's Corner: Workshop
17.00	German Service: Various Items
18.05	Tilawat, Ramdhan Porgramme
18.30	Urdu Class: Lesson No.139 Rec. 12.11.96
19.35	Liqa Ma'al Arab: Session No.424 Rec. 15.7.98
20.30	Quiz: History of Ahmadiyyat, No. 20
21.15	Dars ul Quran (1999): (R) Rec: 23.12.99
22.15	Ramadhan Programme
22.55	Homeopathy Class: Lesson No.87 Rec.13.6.95 (R)

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,

Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 875 0249

Vol. 6 Friday, December 24, 1999 Issue No. 52

حل مشکلات کی کنجی
استغفار، دُرود اور لاحول

حضرت صاحبزادہ پیرسراج الحق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک ممتاز صحابی تھے۔ آپ نے حضور علیہ السلام کے ساتھ اپنے تعلق اور آپؑ کے ذکر پر مشتمل ایک کتاب "تذکرۃ المہدی" تصنیف فرمائی ہے۔

ذیل میں ہم اس کتاب سے بعض اقتباسات ہدیہ قارئین کررہے ہیں۔ رمضان کا یہ مہینہ رضاء الٰہی کے حصول کے لئے سعی کا خاص مہینہ ہے۔

ہمیں امید ہے کہ رمضان کے ان مبارک ایام میں خصوصیت سے احباب ان باتوں سے فائدہ اٹھائیں گے اور رمضان کے بعد بھی ان نصائح کو اپنی زندگی کا ایک لازمی حصہ بنا کر برکتوں کو دوام بخشیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (مدیر)

حضرت صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحبؓ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"ایک روز میں آپؑ کے ساتھ ساتھ زنانہ مکان میں چلا گیا۔ وہاں آپؑ کی ایک مردانہ نشست گاہ تھی اس میں آپ بیٹھ گئے اور باتیں مجھ سے کرنے لگے۔ میں نے یہ موقعہ علیحدگی کا غنیمت جانا۔ عرض کیا کہ حضور اب جوانی کا وقت ہے کوئی وظیفہ ایسا بتلادیں جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے۔ فرمایا ہاں بے شک اب وقت ہے اور جوان ہو، بڑھاپے میں تو کچھ بھی نہیں ہوتا ہے۔ ہم تم کو ایسی ترکیب بتلادیں گے کہ وصل الٰہی اور لقاء الٰہی حاصل ہو جائے گا اور اس طرح حاصل ہو جاوے گا کہ تم، تم نہ رہو، تمہاری یہ ہستی نہ رہے۔ صرف تم میں اللہ ہی اللہ ہو جائے اور یہاں تک حاصل ہو جاوے کہ تم بھی نئے اور تمہارا اللہ بھی نیا اور تمہاری ہستی بھی نئی اور رسول اور یہ زمین و آسمان بھی نیا ہو جاوے۔ تم نیست ہو جاؤ اور خدا میں مل جاؤ اور کھانا پینا تمہارا ایسا کم ہو جاوے کہ نصف یا چہارم روٹی پر آجاؤ اور پھر طاقت ویسی کی ویسی بنی رہے۔ چنانچہ ہم نے بحکم الٰہی ایسا ہی کیا کہ ہماری خوراک چہارم روٹی پر آرہی تھی اور پھر یہ بھی تیسرے چوتھے روز خوراک تھی۔ اب قادیان میں ہم جاویں گے تم بھی وہاں چلنا۔ وہاں چل کر ہم اپنے سامنے کرادیں گے اور مرتبہ لقاء اللہ اور بقا باللہ تک رسائی کرادیں گے جو ماسوائے اللہ کے تمام شاخیں کٹ جائیں گی۔ صرف اللہ ہی اللہ رہ جائے گا۔ دیکھو رسول اللہ ﷺ بھی اپنے اصحاب کی نسبت فرماتے ہیں اللّٰہُ اللّٰہُ فی اصحابی یعنی اب میرے اصحاب میں اللہ ہی اللہ رہ گیا ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کچھ ان کے وجود میں خیال میں ذہن میں دھیان میں بات میں ہر ایک اغراض میں نہیں رہا ہے۔ یہی مرتبہ تم کو حاصل ہو جاوے گا۔

ایک وظیفہ

اب تم بعد نماز کے دس بار دُرود شریف اور دس بار اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ رَبِّی مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ اور اکتیس بار لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ کے معنی سوچ سمجھ کر پڑھا کرو۔ اور جو کسی وقت اکتیس مرتبہ لَاحَوْلَ نہ ہو سکے تو اکیس بار اور جو اکیس بار نہ ہو سکے تو گیارہ بار ضرور پڑھ لینا۔

میں نے دل میں سوچا تھا کہ خدا جانے آپ دریا میں کھڑا ہو کر ہزاروں بار وظیفہ بتلاویں گے یا ساری ساری رات کا وظیفہ مہینوں کا بتلادیں گے۔ میں نے پھر عرض کیا کہ مجھے بڑے بڑے مجاہدے کرنے پڑے تھے اور میں وظائف کا بہت عادی ہوں۔ آپ کوئی اور وظیفہ فرمادیں۔ آپ نے پھر یہی فرمایا جو میں نے ابھی لکھا۔ میں نے پھر عرض کیا کہ حضور میں نے اسم اللہ تین لاکھ ساٹھ ہزار بار روز ایک سال تک پڑھا ہے اور سورۃ مُزَّمِّل تین سو ساٹھ بار ہر روز چھ ماہ یا آٹھ ماہ تک پڑھی ہے اور آیت کریمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّی کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ کئی چلہ تک ۴۵ ہزار بار ہر روز پڑھا کرتا تھا۔ کوئی اور وظیفہ لمبا بتلادیں۔ اس بات کو سن کر آپ ہنسے اور بہت ہنسے۔ فرمایا صاحبزادہ صاحب وہ دن گئے۔ اب تم اسی قدر پڑھ لو تو مرد جانیں گے۔ یہ وظائف بدعت ہیں اور یہ مجاہدے بناوٹی غیر مسنون ہیں یہی پڑھو جو میں نے بتلایا اور جب قادیان آؤ گے تو وہ بتلادیں گے جو ابھی بیان ہوا۔ پھر میں خاموش رہا اور فرمایا جتنی دیر وظیفہ میں لگے وہ نماز میں خرچ کرو۔ نماز میں اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ بکثرت پڑھو اور رکوع اور سجدے میں بعد تسبیح یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ زیادہ پڑھو اور اپنی زبان میں نماز کے اندر دعائیں کرو۔ اسی میں منازل سلوک طے ہو جاویں گی۔ مومن کا ہتھیار دعا ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کا درود وظائف سب دعا تھا اور دعا ہی سے وہ سب پر غالب آتے رہے اور مقاصد دینی و دنیوی حاصل کرتے رہے۔

قرض سے نجات کی دعا

جب میں پہلی دفعہ حضرت اقدس کی خدمت میں قادیان گیا تو ایک شخص نے عرض کیا کہ میں قرضدار ہوں آپ دعا کریں اور کچھ پڑھنے کو بتلاویں۔ آپ اس کو علیحدہ مسجد مبارک کی چھت پر لے گئے اور فرمایا تین سو ساٹھ بار یَا حَیُّ یَاقَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ پڑھو اور ایک روز فرمایا کہ استغفار، دُرود اور لاحول حل مشکلات کی کنجی ہے۔ اس سے صفائی قلب اور خوشنودی الٰہی حاصل ہوتی ہے۔

نماز میں حضور قلب

ایک روز میں نے عرض کیا کہ حضرت صلی اللہ علیک و علیٰ محمد نماز میں حضور اور لذت اور ذوق و شوق تضرع کیونکر پیدا ہووے۔ فرمایا کبھی مکتب میں پڑھے ہو۔ عرض کیا ہاں پڑھا ہوں۔ فرمایا کبھی استاد نے کان پکڑائے ہیں؟۔ عرض کیا ہاں پکڑائے ہیں۔ فرمایا پھر کیا حال ہوا۔ عرض کیا کہ میں پہلے تو برداشت کرتا رہا اور جب تھک گیا اور ہاتھ میرے دکھ گئے اور درد ہو گیا اور پسینہ پسینہ ہو گیا تو رو پڑا اور آنسو جاری ہو گئے۔ فرمایا پھر کیا ہوا؟ عرض کیا استاد کو رحم آگیا اور کان چھڑا دئے۔ اور خطا معاف کردی پھر پیار کر لیا اور کہا جاؤ پڑھو۔ فرمایا یہی حالت نماز میں پیدا کرو۔ جس قدر دیر لگے اتنی دیر نماز میں لگاؤ اور اِھْدِنَاالصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ زیادہ پڑھو اور اس قدر پڑھو کہ ہاتھ پیر اور تمام بدن دُکھ جاوے تو کچھ اپنی جان پر رحم آوے گا اور کچھ تکان ہو گا اور پھر خدا تعالیٰ کے رحم پر نظر ہو گی اس کے بعد خدا بھی رجوع برحمت ہو گا اور دریائے رحمت الٰہی جوش مارے گا۔ پھر حضور اور خشوع و خضوع اور لذت اور ذوق و شوق پیدا ہو جاوے گا۔

لوگ نماز تو جلدی ادا کر لیتے ہیں اور بعد میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں اور دیر لگاتے ہیں۔ نظر کہیں ہوتی ہے، ہاتھ کہیں ہوتے ہیں، دل کسی اور طرف لگا ہوا ہوتا ہے حضور کہاں سے ہو؟۔ حضور اور ذوق جس کو حلاوت ایمانی کہتے ہیں وہ تو نماز میں ہونی چاہئے بعض راگ اور سرود سے حضور و تضرع اور ذوق حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ فضول ہے وہ ایک آنی اور عارضی ذوق ہوتا ہے جو پائیدار نہیں ہوتا۔ جس کو ایک بار سچا اور حقیقی ذوق اور تضرع حاصل ہو جائے قیام رکوع سجدہ میں بہت دیر لگانی چاہئے اور تہجد کی نماز ضرور پڑھنی چاہئے۔

میں نے عرض کیا کہ سستی کا بھی کوئی علاج ہے؟ فرمایا اس وقت غسل کر لیا کرو سستی دفع ہو جائے گی۔ ہم بھی غسل کر لیا کرتے ہیں۔ نماز تہجد سے انسان مقام محمود تک پہنچ جاتا ہے۔ مقام محمود وہ مقام ہے جہاں اللہ تعالیٰ انسان کی حمد کرتا ہے۔

پھر فرمایا قوالی تو سنی ہو گی؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں سنی ہے۔ فرمایا وجد آیا؟ عرض کیا کہ ہاں آیا۔ فرمایا دیکھو عین قوالی کے وقت وجد آتا ہے قوالی کے بعد وجد نہیں آتا اسی طرح نماز کے اندر انسان کو وجد آنا چاہئے جو حقیقی وجد ہے اور قوالی کے وقت عارضی وجد ہے جو آنا فانا سب ذوق جاتا رہتا ہے اور نماز کا ذوق شوق و وجد حقیقی ہے جو ہمیشہ رہتا ہے۔

ایک دفعہ فرمایا کہ حقیقی رونا آجاوے تو ہنسنا کیسا؟ لوگ قوالی میں روتے ہیں، وجد کرتے ہیں لیکن تھوڑی دیر کے بعد وہ کیفیت جاتی رہتی ہے جو عارضی ہوتی ہے اور بعد میں سب منہیات اور معاصی کے اسی طرح پابند رہتے ہیں اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے حقیقی لذت و وجد کو قرآن شریف میں فرمایا کہ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ یہ بات قوالی کے سننے والوں کو نصیب نہیں ہوتی ہے کیونکہ وہ عارضی ہے ذوق حقیقی سے ذوق عارضی کو کیا نسبت ہے۔

ایک دفعہ ایک شخص نے عرض کیا کہ نماز میں لذت و سرور اور ذوق و شوق کیونکر حاصل ہو۔ فرمایا تم نے کبھی شراب پینے والوں کو دیکھا ہے۔ عرض کیا کہ ہاں دیکھا ہے۔ فرمایا اگر ایک پیالی شراب میں نشہ نہ ہو تو شرابی کیا کرے گا؟۔ عرض کیا اور پیئے گا۔ فرمایا تب بھی نشہ نہ ہو تو پھر؟ عرض کیا اور پی لیوے گا۔ فرمایا کب تک؟ عرض کیا جب تک نشہ نہ ہو۔ فرمایا یہی حال نماز میں پیدا کرو۔ نماز کا ذوق اور حضور نماز سے ہی ملے گا۔ جب تک لذت و سرور حاصل نہ ہو نماز کو زیادہ دیر تک پڑھو لذت و سرور سب کچھ حاصل ہو جاوے گا۔ فرمایا انسان کی حالت زمین کی حالت سی ہے۔ بعض جگہ پانچ سات ہاتھ پر پانی نکل آتا ہے۔ بعض مقام پر دس بیس ہاتھ پر اور بعض مقام پر پچاس سو ہاتھ پر پانی نکلتا ہے۔ سو انسان جس قدر جدوجہد کرے گا اسی قدر جلد پانی نکلے گا۔ انسان کو دعاؤں اور نمازوں میں تھکنا اور ماندہ ہونا اور سست ہونا نہیں چاہئے جیسے کنواں کھودنے والے ناامید نہیں ہوتے۔ ایک روز ایسا ہوتا ہے کہ پانی نکل آتا ہے سو نماز پڑھنے والا کبھی نہ کبھی رحمت الٰہی کے چشمہ کو پالیتا ہے اور ذوق و شوق کماحقہ حاصل کر لیتا ہے اور یہی انسان کی سعادت اور اس کی خلقت کی

باقی صفحہ نمبر ۱۳ پرملاحظہ فرمائیں

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑادے۔